REGD NO P-67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۲

شمارہ ۱۰

شرح چندہ
سالانہ ۔۰۰ـ۶
ششماہی ۵۰ـ۳
ممالک غیر ۵۰ـ۷

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری
نائب فیض احمد گجراتی

۷ امان ۱۳۴۲ ہش | ۱۰ شوال ۱۳۸۲ھ | ۷ مارچ ۱۹۶۳ء

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲ مارچ ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل مورخہ ۳/۳ میں شائع شدہ ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ :-

”کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ضعف کی تکلیف رہی اس وقت طبیعت اچھی ہے“

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل و کرم سے حضور انور کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین

قادیان ۵ مارچ ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ مع اہل و عیال بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔

حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ قادیان ابھی تک بریلی سے واپس تشریف نہیں لائے ۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔

انگلستان میں تبلیغِ اسلام

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مد ظلہا العالی کا لندن میں ورودِ مسعود

رپورٹ احمدیہ مسلم مشن لندن از جولائی تا دسمبر ۱۹۶۲ء

عرصہ زیرِ رپورٹ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مشن کی تاریخ میں یادگار اور تاریخی تقریب حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا ورود تھا آپ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۶۲ء کو مع صاحبزادی فوزیہ بیگم صاحبہ لنڈن پہنچیں ۔ لجنہ اماء اللہ لنڈن کی طرف سے ہوائی اڈہ پر آپ کا استقبال کیا گیا ۔ آپ کی دوسری صاحبزادی (بیگم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب) اور صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب جو چند دن قبل گھانا سے لنڈن پہنچے تھے، ایئرپورٹ پر موجود تھے ۔ ہوائی اڈہ سے آپ مکرم عبد العزیز دین صاحب کے ہاں تشریف لے گئیں جہاں آپ کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا ۔ آپ نے قریباً ۳ ماہ انگلستان میں قیام فرمایا ۔ چند دنوں کے لئے آپ یورپ کے دورہ پر بھی تشریف لے گئیں ۔ نیز زیورک کی مسجد کا سنگِ بنیاد آپ کے دستِ مبارک سے رکھا گیا ۔ آپ کے مبارک وجود سے جماعت انگلستان نے بہت فائدہ اٹھایا اور آپ کے واپس پاکستان تشریف لے جانے کے بعد کئی مستورات نے اس بات کا اظہار کیا کہ انہوں نے آپ کی جدائی کو ایک مادر مشفق و مہربان کی جدائی کی طرح محسوس کیا اپنے دورانِ قیام لنڈن میں آپ متعدد مرتبہ مشن ہاؤس میں تشریف لائیں ۔

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی تقریر

مورخہ ۱۹ اگست بروز اتوار لجنہ اماء اللہ لنڈن نے آپ کے اور آپ کی صاحبزادیوں کے اعزاز میں ٹی پارٹی کا انتظام کیا ۔ اس پارٹی میں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے متعدد غیر از جماعت خواتین کو بھی مدعو کیا گیا تھا ۔ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بیگم ڈاکٹر سلام صاحبہ نے اردو میں آپ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس کا انگریزی ترجمہ سیکرٹری صاحبہ مسز اصغری نے کیا ۔ حضرت نواب صاحبہ کی طبیعت چونکہ اس دن ناساز تھی اس لئے آپ کی لکھی ہوئی تقریر مسز سلام صاحبہ نے پڑھ کر سنائی ۔ آپ کی تقریر مندرجہ ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب سے پہلے تو میں آپ سب بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے نہایت محبت سے اس غیر ملک میں میرا استقبال کیا ۔ حقیقت یہ ہے مجھے بالکل ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے اپنے وطن اور اپنے خاندان کے درمیان بیٹھی ہوں ۔ مطلقاً اجنبیت یا گھبراہٹ نہیں ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء ۔ اور یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہے ورنہ

من آنم کہ من دانم

یہ رشتہ جس میں ہم منسلک ہیں ایک روحانی رشتہ ہے جو دنیا کے تمام خونی رشتوں پر فوقیت رکھتا ہے ۔ اکثر جب کہ یہاں پر متفرق جگہوں پر بکھرے ہوئے دوست تشریف لاتے ہیں تو میرے قلب کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ ناقابلِ بیان ہے ۔ بے اختیار زباں سے اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ آلہٖ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود نکل جاتا ہے ورنہ اس شہر میں کون کسی کو پوچھ سکتا ہے جبکہ مصروفیتیں بھی بے حد بڑھی ہوئی ہوں ۔ مکرمی عزیز صاحب جن کے مکان میں بطور مہمان میں مقیم ہوں وہ اس قدر خیال رکھتے ہیں جو اس روحانی رشتہ کے علاوہ ناممکن تھا ۔ اللہ تعالیٰ ان کو مع فیملی دین و دنیا کے نعماء سے نوازے ۔ آمین

میرا ارادہ تھا کہ اپنی لنڈن میں رہائش رکھنے والی بہنوں کو بعض امور کے متعلق توجہ دلاؤں مگر دو روز سے میری طبیعت کافی خراب ہے ۔ دراصل اپنے میاں مرحوم کی وفات کے بعد میری صحت بہت ہی غیر مطمئن سی ہو گئی ہے ۔ گھڑی میں اچھی گھڑی میں خراب ۔ میں کوئی پروگرام بنا ہی نہیں سکتی تاہم تین مختصر اصول اگر آپ کے ذہن نشین کروا سکوں تو خوش قسمتی سمجھوں گی ۔

اوّل ۔ ہماری بہنوں کو جو مستقل طور پر یہاں آباد ہو گئی ہیں اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ کرنی چاہیئے ۔ آپ کے راستہ میں بہت سی مشکلات ہیں جن کا مجھے پورا احساس ہے ۔ مگر اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا ۔ آپ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے صدقِ دل سے کوشش کریں آپ کو اپنی نیت کا پھل انشاء اللہ ضرور ملے گا ۔ مجبوری کی بنا پر ہمارے بچے یہاں کے سکولز میں تعلیم پا رہے ہیں اس صورت میں آپ پر دوہری ذمہ داری عاید ہوتی ہے ماں کا حق بھی آپ کو ادا کرنا ہوگا اور استانی کا بھی ۔ چھوٹے چھوٹے مسائل ــــ مذہبی غیرت ۔ اپنے سلسلہ کی عظمت ۔ اپنے خلیفہ کی محبت ۔ نظام کی پابندی کرنا آپ کا فرض ہے ۔ زمانہ معمولی تعلیم یافتہ ماں بھی سمجھا سکتی ہے ۔ جب رات کو آپ کا تمام خاندان یکجا ہو اس وقت آپ ایک آدھ روایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے ہی سہی ضرور اپنے بچوں کو پڑھ کر سنا دیا کریں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت کا کوئی سا واقعہ سنا دیا ۔ کوئی قادیان کی بات کر دی ۔ کبھی ربوہ کا ذکر کر دیا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے دعا کی تحریک کر دی

جلسہ سالانہ کے ایام میں ان کے ساتھ بار بار ان بابرکت ایام کا ذکر کریں اپنی محرومی پر افسوس کریں ۔ ان ایام میں بچوں کے سامنے کثرت سے درود شریف پڑھیں اور اس کی وجہ ان کے ذہن نشین کرائیں ۔ آپ دیکھیں گی کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے کیسے شاندار نتائج انشاء اللہ تعالیٰ مرتب ہوں گے ۔ آپ کے بچے بے شک اس ملک میں تعلیم حاصل کریں ۔ جائز حد تک تفریحات میں حصہ لیں ۔ وہ سب کچھ سیکھیں جو اسلام نے جائز قرار دیا ہے ۔ صرف آپ اتنا دھیان رکھیں کہ وہ اپنی شخصیت نہ کھو دیں ۔ ان کی نگاہ میں اپنا وقار قائم رہے اور ان کے قلوب پر ”رعبِ دجال“ نہ مسلط ہو جائے

دوسری بات جو آپ سے کہنا چاہتی ہوں وہ آپس میں محبت و اتفاق کے متعلق ہے اس دور دراز ملک میں آپ چند نفوس ہیں ۔ اگر آپ یکجان ہو کر نہ رہ سکیں تو افسوس نہیں بلکہ شرم کا مقام ہوگا ۔ آپ ایک دوسرے کے لئے ماں باپ بہن بھائی سب ہی عزیزوں کا بدل ہیں

(باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب فاضل سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ
کا
درویشانِ قادیان سے ایمان افروز و روح پرور خطاب

قادیان ۔ ۴ر مارچ ۔ گذشتہ رات نماز عشاء کے بعد مسجد مبارک میں ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا ۔ جس میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب فاضل سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے درویشانِ قادیان سے خطاب فرمایا ۔ آپ کی یہ فاضلانہ تقریر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی ۔ جس میں آپ نے تربیتی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیان میں مقیم درویشان کی قابل قدر قربانی اور ان کے مجاہدہ کے بارے میں ان تاثرات کا ذکر کیا جو بیرونجات کے احمدیوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے ۔ تقریر کے آخر میں آپ نے درویشان سے اپنی اس قربانی کی روح اور خدمتِ دین کے قابلِ رشک جذبہ کو قائم و دائم رکھنے کی تلقین کی ۔

یہ تربیتی جلسہ مسجد مبارک میں زیر صدارت جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے منعقد ہوا ۔ مکرم حافظ الدین صاحب کی تلاوت کے ساتھ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا جس کے بعد مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظم نونہالانِ جماعت کو نصائح سے ایک حصہ نہایت خوش الحانی سے سنایا ۔ صدر جلسہ جناب ملک صاحب نے تعارفی رنگ میں بتایا کہ محترم شیخ صاحب اُن خوش نصیب افراد میں سے ہیں جن کو ایک لمبے عرصہ تک اعلائے کلمۃ اللہ کا شرف حاصل ہوا ۔ چنانچہ آپ نے ۲۶ سال مشرقی افریقہ میں رہ کر تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا ۔ نیروبی میں مسجد قائم کی دیگر سٹیشنز میں بھی مساجد کی تعمیر آپ کی زیر نگرانی کی گئی ۔ سب سے بڑا کام سواحیلی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنا اور اس کی اشاعت ہے ۔ اس کا بھی آپ کو شرف حاصل ہوا ۔ اس وقت آپ ربوہ میں مولانا شمس صاحب ناظر اصلاح و ارشاد کی نیابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ۔ دو سال قبل بھی آپ جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں تشریف لائے تھے ۔ اور آپ کی ایمان افروز تقریر اب بھی کئی دوستوں کو یاد ہوگی ۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو میدانِ تبلیغ میں نمایاں کامیابی عطا فرمائی ۔

درویشان سے خطاب

صدر جلسہ کی اس افتتاحی تقریر کے بعد محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب فاضل کی عالمانہ اور روح پرور تقریر ہوئی ۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز سورۂ حم سجدہ کی آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۔ سے فرمایا ۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت مجھے نظارت تعلیم و تربیت کے حکم کے ماتحت آپ حضرات کے سامنے تربیتی موضوع پر کچھ کہنا ہے ۔ لیکن یہ مضمون جہاں نہایت اہم ہے وہاں اس کا بیان بہت مشکل بھی ہے ۔ اس لئے اس کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے مخصوص طور پر انبیاء کو فائز فرمایا ہے ۔ انبیاء بہترین معلم اور مربی ہوتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاص نگرانی میں تربیت پاتے ہیں ۔ اور اس کی خاص حکمت کے تحت ان کی روحانی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے ۔ اس طرح وہ بہترین معلم ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین معالج بھی ہوتے ہیں ۔ انہیں روحانی بیماریوں کے دُور کرنے کی خاص قسم کی قوت اور طاقت عطا فرمائی جاتی ہے ۔ اور جو لوگ ایسے برگزیدہ افراد کی پاک صحبت سے فیضیاب ہوتے ہیں ان میں بھی یہ خوبیاں علی قدر مراتب سرایت کر جاتی ہیں ۔ چنانچہ جو شخص ان بزرگوں کی صحبت حاصل کرتا ہے وہ بھی ایک وافر حصہ ان خوبیوں کا پالیتا ہے جو نبی وقت کی پاک صحبت سے اپنے اندر پیدا کی ہوتی ہیں ۔ پس ہم جیسے کمزور افراد کی طرف سے اگر میدانِ عمل میں کچھ خدمت ہوئی تو در اصل انہیں کاملین کی دُعاؤں اور توجہ اور پاک صحبت کی برکت کا نتیجہ اور ان ہی کے انوار کا پرتو ہے ۔

محترم شیخ صاحب نے درویشان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ باہر کے لوگوں کے دلوں میں قادیان میں مقیم درویشان کے متعلق احترام ، محبت اور خلوص کے جذبات پائے جاتے ہیں ۔ ان کے ایسے تاثرات کی مقدم وجہ درویشانِ قادیان کی قربانی ہے جو انہوں نے ایسے وقت میں پیش کی جبکہ جماعتی طور پر اس کی ضرورت تھی ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ درویشان نے جو قربانی کی ہے اگر تاریخی طور پر اس کا تجزیہ کیا جائے تو اس کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے ۔ وقتی طور پر کوئی قربانی کر لینا اتنا مشکل امر نہیں جتنا کہ ایک لمبے عرصہ تک لگاتار قربانی دیتے چلے جانا ۔ پھر یہ ایک قربانی نہیں بلکہ ایک قربانی کے تحت کئی قسم کی قربانیاں ہیں ۔ احساسات کی قربانی ، رشتہ داروں سے جدائی اور ان کے قریبی تعلقات کی قربانی ، مالی اور جانی قربانی ۔ جب بیرونی احمدی ان باتوں کو اپنے دماغ میں لاتے ہیں تو درویشان کی اس قربانی کی قدر و قیمت ان کے دلوں میں بہت ہی بڑھ جاتی ہے ۔ اور انہیں بڑی ہی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔

آپ نے فرمایا اسی طرح باہر کے دوستوں میں درویشان کرام کے بارے میں یہ تاثر بھی پایا جاتا ہے کہ یہ درویش بھائی ان مقاماتِ مقدسہ میں رہتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں "الدّار" کے نام سے یاد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ جماعت یہ سمجھتی ہے کہ یہ بزرگ ہماری آنکھوں کا تارا ہیں ۔ انہوں نے ساری جماعت کا کام سرانجام دیا ہے ۔ یہ صرف تین چار سو آدمیوں کا کام نہ تھا بلکہ جماعت کے ہر مرد عورت بچے بوڑھے جوان کا کام تھا ۔ سب کا یہ فرض تھا کہ وہ ان مقامات کی خدمت کرتے اور ان کے لئے اپنی زندگیوں کو قربان کرتے لیکن نظامِ جماعت کے تقاضے سے اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اس خدمت اور قربانی کا موقعہ دیا ۔ جو ناموافق حالات میں بھی اپنے دائمی مرکز میں دھونی رما کے بیٹھے رہے ۔ اور اس طرح ساری جماعت کی نمائندگی کرتے رہے پس یہ ہمارے اپنے ہیں اور ہمارا ہی کام سرانجام دے رہے ہیں ۔ یہ کوئی غیر نہیں ۔ خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ بیرونی احمدیوں کا آپ کے متعلق تیسرا تاثر یہ ہے کہ آپ سے مل کر آپ کی مجلس میں بیٹھ کر وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے ـــــ اس کے کیا اسباب ہیں ؟

بیشک ایک سبب تو یہ ہے کہ آپ لوگوں نے مسلسل قربانی کی ہے ۔ طبائع پر اس کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے ۔ جو شخص بھی آپکے حالات دیکھنے کے بعد آپ کی مجلس میں بیٹھنے کے بعد یہاں سے جاتا ہے وہ اپنی طبیعت میں ایک نیک اثر لیکر جاتا ہے پھر ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ لوگ شب و روز ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں ۔ آپ کی پیشانیوں سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ اکثر اوقات ، اللہ تعالیٰ کی یاد میں صرف کرتے ہیں ۔ وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ ایک نہایت ہی اعلیٰ قسم کی زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ یہ مقاماتِ مقدسہ میں خدا کے حضور فریادیں کرتے ہیں ۔ اس وجہ سے وہ آپ لوگوں کے اندر خاص بات محسوس کرتے ہیں کہ اگر ہمارے یہ بھائی اس طرح خدا تعالیٰ کے حضور انقطاع رکھتے ہیں تو پھر ہم کیوں اس حقیر دنیا کی فکروں میں اپنے اوقات کو زیادہ صرف کریں ۔ کیوں نہ ہم بھی انہی کی طرح روحانیت کو حاصل کرنے میں سعی کریں ۔ اس طرح ان کے اندر بھی ایک نئی روحانیت پیدا ہوتی ہے ۔

آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ لوگوں کے متعلق بیرونجات کے احمدیوں کے دلوں میں اس قسم کے اچھے تاثرات پائے جاتے ہیں ۔ بایں ہمہ انسان بھول چوک اور غفلتوں کا مجموعہ ہے ان تمام قسم کی بشری کمزوریوں کے جو ہر انسان کے ساتھ لازماً لگی ہوئی ہیں یہاں آنے والا ہر شخص ہی یہاں سے ایک اعلیٰ درجہ کی خوشبو لیکر جاتا ہے ۔ اور پھر باہر جا کر جب وہ خوشبو دوسروں تک پہنچاتا ہے تو اس کی مہک ایسی پھیلتی ہے کہ ہر شخص ہی اس کو محسوس کرنے لگ جاتا ہے ۔

آپ نے یہ نیک تاثر قائم کیا تو محض اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل آپ حضرات کے شاملِ حال رہا ۔ ورنہ ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے مجاہدہ کرنے والے ایک وقت میں اکتا جاتے ہیں ۔ اور اپنے اندر آگے بڑھنے کی ہمت نہیں پاتے ۔ مگر اس کے باوجود کہ آپکے جسم کمزور ہیں آپ میں سے بعض عمر رسیدہ ہو جانے کی وجہ سے ایسی صحت نہیں رکھتے یا آپ کو کئی قسم کی پریشانیاں لاحق ہیں آپ نے جس قسم کے مجاہدہ کو استقلال سے جاری رکھا ہوا ہے وہ بڑا ہی قابلِ قدر ہے ۔ خدا تعالیٰ آپ کے اس آہنی عزم کو پورا کرے جو آپکے دلوں میں موجود ہے جس کی موجودگی میں آپ لوگ یہ مجاہدانہ زندگی اختیار کئے ہوئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اس مقدس مقام سے متعلق اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے سامان اپنے فضل سے جلد مہیا کرے اور آپ کی دعائیں قبول ہوں ۔

آپکے خیالات بڑے ہی پاکیزہ ہیں ۔ آپ جس تعلیم کا پرچار کرتے ہیں بڑی ہی امن بخش ہے ۔ کیا ہی پیاری ہے یہ تعلیم جو اسلام کی پاک ہدایات کی روشنی میں آپ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ سب مذاہب کے پیشوا قابلِ احترام ہیں اور سب ہی ہمارے بزرگ اور عزت کے لائق ہیں ۔

درویشان سے مخصوص طور پر خطاب کرتے ہوئے آپ نے اپنی تقریر کے اختتام پر فرمایا یقین جانیے اللہ تعالیٰ آپ کی اس قربانی کو ضائع نہیں کرے گا ۔ بلکہ آپ کو ، آپ کے رشتہ داروں اور آپ کی اولادوں کو اس کی بڑی برکتیں حاصل ہوں گی ۔ بشرطیکہ آپ نے بڑے صبر اور استقلال سے اس وقت کو آخر تک گذارا ۔ اور آپ ان لوگوں میں سے بننے کی کوشش کرتے رہے ۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ۔ الآیہ ۔ آپ نے جس قسم کے زہد ، تقوےٰ اور قناعت کا نمونہ دکھایا خدا کرے کہ آپ اس میں ترقی کرتے جائیں اور آپ میں یہ تمام خوبیاں علیٰ وجہ الاتم پائی جائیں ۔

آپ نے ازراہِ نصیحت فرمایا ۔ ان سب باتوں کے لئے ایک بات بطور بنیاد ہے ۔ یعنی آپ کی زندگی ہر قسم کے تکلفات سے پاک رہے ۔ جب انسان کی توجہ رفاہیت کی طرف بڑھتی ہے تو اس کی ضروریات بھی بڑھنے لگتی ہیں ۔ اور ان کو پورا کرنے کے لئے انسان کو اس امر کی فکر ہوتی ہے کہ میرے پاس زیادہ سے زیادہ پیسہ آئے ۔ اور اس طرح وہ شاندار کام جو بنی نوعِ انسان کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہو سکتا ہے اس میں روک پیدا ہوتی ہے ۔

اس کے مقابل پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا پاک نمونہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کے پاک کلمات سے ملتا ہے ۔ جن میں آپ نے فرمایا کہ فقری میرے لئے عزت کا نشان ہے ۔ چونکہ حضور کی اپنی زندگی ہر قسم کے تکلفات سے پاک تھی ۔ آپ بنی نوعِ انسان کی خدمت دل کھول کر کر سکتے تھے ـــــ یقین جانیے کہ حضرت یسوع مسیح کی ، حضرت موسےٰ کی ، حضرت کرشنؑ اور حضرت رام چندر جی کی جو قدر دنیا کی نگاہوں میں ہے اس کے مقابل پر کسی کروڑپتی کی نہیں ۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ عید الفطر

حقیقی عید یہ ہے کہ انسان کو عمل میں لذّت محسوس ہو

اور وہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کی قربانیوں کے لئے ہمیشہ تیّار رہے

جب یہ عید انسان کو حاصل ہو تو پھر دنیا کی کوئی تکلیف اُسے پریشان نہیں کر سکتی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۶ ر دسمبر ۱۹۳۶ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ تھا جو روزنامہ الفضل مورخہ ۲۲ ر فروری ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا ہے اور افادۂ احباب کے لئے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے :- ایڈیٹر

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-
دنیا میں دو قسم کی عیدیں ہوتی ہیں۔ ایک عید مستقل عید ہوتی ہے اور ایک عید عارضی عید ہوا کرتی ہے۔ عارضی عیدوں کی مثال

عید الفطر اور عید الاضحیہ

ہیں۔ یہ آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔ لیکن ایک لمبے عرصہ کے بعد پھر ایک دن عید کا آجاتا ہے۔ اور کچھ دنوں کے بعد دوسری عید آجاتی ہے۔ ان دونوں عیدوں کا آپس میں قریباً سوا دو مہینے کا فرق ہوتا ہے۔ اور یوں سال سال کے بعد عید آتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کو بھی عید قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے

ایک عید ہر ساتویں دن بھی آجاتی ہے

مگر بہر حال چھ دنوں کے گذرنے کے بعد وہ آتی ہے۔ ہفتہ، اتوار، پیر، منگل، بدھ اور جمعرات۔ ان دنوں میں جمعہ والی عید نہیں ہوتی بلکہ

عید جمعہ کا دن ہے

اور جب جمعہ گذر جاتا ہے تو پھر عام دن آجاتے ہیں۔ پھر جمعہ آتا ہے اور پھر عام دنوں کا تسلسل شروع ہو جاتا ہے۔ بہر حال یہ تینوں قسم کی عیدیں عارضی عیدیں ہیں۔ مستقل عیدیں نہیں ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مومن کو یہ سبق دیا ہے کہ اسے اپنے روحانی مقام پر خوش نہیں ہو جانا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص جمعہ کے آنے پر بھول جائے مثلاً طالب علم۔ جمعہ کا دن آئے جو اس کے لئے چھٹی کا دن ہے، تو چھٹی ملنے پر بھول جائے اور مدرسہ جانا چھوڑ دے تو دوسرے دن اس کو سزا ملے گی۔ ادھر اس کے ماں باپ اسے ناراض ہو کر گھر سے مدرسہ بھیجیں گے اور ادھر استاد اسے سزا دیں گے یا عید کا دن آئے اور انسان سمجھ لے کہ بس عید آگئی اور روزے ختم ہو گئے۔ اس کے بعد جب پھر

رمضان کا مہینہ

آئے تو کہے کہ میں اب روزے نہیں رکھ سکتا کیونکہ عید جو آگئی تھی تو ایسا شخص اپنے ایمان کو کھو بیٹھے گا۔ اور خدا تعالیٰ کی نظروں سے گر جائیگا۔ غرض یہ عیدیں انسان کو اس امر کی طرف توجہ دلاتی ہیں کہ روحانی مقام بھی عارضی مقام ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ایک احمدی تھے اب تو وہ فوت ہو چکے ہیں ایک دوست نے سنایا کہ میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ

سلسلہ کی ضروریات کیلئے چندہ

دیں۔ وہ اچھے مالدار آدمی تھے مگر چندے کا ذکر سن کر کہنے لگے کہ میں حضرت صاحب کے زمانہ میں بڑے بڑے چندے دے چکا ہوں اور اب میں سمجھتا ہوں مجھ پر کوئی چندہ نہیں۔ نتیجہ کیا نکلا؟ نتیجہ یہ نکلا کہ بعضوں نے ایک دن دیکھا کہ وہ نماز نہیں پڑھتے تو وہ کہنے لگے میں نے بڑی نمازیں پڑھی ہیں۔ سرکار بھی ایک لمبے عرصہ تک کام لینے کے بعد پنشن دے دیتی ہے خدا کیوں نہیں دے گا۔ تو دیکھو ایک چیز انہیں دوسری چیز کی طرف لے گئی۔ انہوں نے انکار کیا اور سمجھ لیا کہ میری عید آگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے چندہ گیا اور پھر نماز ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور یہ تو اللہ تعالیٰ نے رحم کیا کہ انہیں وفات دے دی ورنہ ممکن تھا وہ یہ بھی کہہ دیتے کہ خدا پر ہم بہت لمبا عرصہ ایمان لا چکے ہیں اب اس سے بھی پنشن ملنی چاہیئے اور گو ان کا عملی حصہ چھن گیا مگر وفات کی وجہ سے ان کا

ایمانی حصہ محفوظ رہا

یہ تو نہایت نمایاں اور کھلی مثال ہے، لیکن اس قسم کی چھوٹی مثالیں قریباً ہر شہر اور ہر محلہ میں پائی جاتی ہیں۔ کچھ دنوں تک لوگوں میں خدمتِ دین کا جوش رہتا ہے اور وہ ہر قسم کی قربانیوں میں حصہ لیتے ہیں مگر چند دنوں کے بعد ہی قربانیاں چھوڑ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کر لیا۔ یہ بے استقلالی کا مرض ہے جو لوگوں میں پایا جاتا ہے اور

بے استقلالی غلط اتّکال کا نام ہوتا ہے

انسان سمجھتا ہے کہ میں نے بہت کچھ کر لیا اور وہ اس بات کو نہیں سمجھتا کہ ہماری شریعت میں بہت کے معنے ہی کوئی نہیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ یہ کبھی نہیں کہتا کہ میں نے اپنے بندہ کو بہت دے دیا۔ لیکن بندہ چند دن خدمت کر کے یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ میں نے بہت خدمت کر لی۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ بندے تو

خدا تعالیٰ کی ذات

کے متعلق یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ اس نے بہت کچھ دے دیا۔ لیکن خدا یہ نہیں کہتا کہ میں نے اپنے بندے کو بہت کچھ دے دیا چنانچہ دیکھ لو آریہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ کچھ مدت تک انسانی ارواح کو جنت میں رکھ کر خدا تعالیٰ پھر انہیں جنت سے نکال دے گا۔ اور دنیا میں واپس بھیج دے گا۔ مثل مشہور ہے

داتا دے اور بھنڈاری کا پیٹ پھٹے

خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ میں اپنے بندوں کو ابدی جنت دوں گا۔ لیکن آریہ کہتے ہیں کہ ابدی جنت کس طرح دے سکتا ہے اگر وہ دینے لگے تو اس کا خزانہ نعوذ باللہ خالی ہو جائے۔ یہ اعتراض دراصل ان کی اپنی فطرت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ان کی اپنی فطرت میں چونکہ بخل ہوتا ہے اور یہ کہنے کے عادی ہوتے ہیں کہ بہت کچھ دے چکے بڑی خدمتیں کریں۔ اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی طرف بھی وہی بات منسوب کر دیتے ہیں حالانکہ

جنّت کی نعماء

کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عطاءً غیر مجذوذ کہ ہم جو کچھ جنتیوں کو دیں گے وہ واپس نہیں لیں گے۔ بلکہ ہمارا انعام برابر چلتا چلا جائے گا۔ اور دراصل عام مومن کے لئے وہی حقیقی عید ہے گویا ہو نہ ہٹنے والی عید عام مومن کے لئے ہے وہ جنت ہے اور جنت ہی بندے کا اصل مقام ہے جو بندہ اس دنیا میں اپنے روحانی کاموں کو چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے

مجھے ہمیشہ

ایک لطیفہ

یاد رہتا ہے۔ میں ایک دفعہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد مسجد سے روانہ ہونے لگا تو ایک دوست نے کہا کوئی صاحب آئے ہوئے ہیں اور وہ کچھ باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کوئی غیر احمدی تھا جو رشید پور کی طرف کا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور کہنے لگا میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا فرمایئے۔ وہ کہنے لگا اگر کوئی دریا کے دوسرے کنارے جانے کے لئے کشتی میں بیٹھ جائے تو کنارے پر پہنچ کر کیا کرے۔؟ اس سوال کے دو ہی جواب دئے جا سکتے تھے کہ وہ اتر جائے یا بیٹھا رہے۔ اور عام حالات میں انسان یہی جواب دے سکتا ہے کہ جب دریا کا کنارا آجائے تو

عقلمند آدمی کا کام

یہی ہے کہ کشتی سے اتر جائے۔ پس اپنے خیال میں اس نے ایک چیستان ڈالی تھی۔ اور اس کا خیال تھا کہ میں یہی جواب دوں گا کہ جب کنارا آجائے تو انسان اتر جائے اور میرے اس جواب پر پھر اس نے دوسری بات یہ کہنی

ہوتی کہ بہت اچھا۔ جب ان کو خدا مل گیا تو پھر اسے عبادت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر جونہی اس نے یہ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سوال کی حقیقت مجھ پر ظاہر کر دی اور میں نے اسے یہ جواب دیا کہ اگر تو جس دریا میں وہ کشتی پر سوار ہے اس کا کوئی کنارا ہے تو بے شک جب کنارا آئے تو اتر جائے۔ لیکن اگر دریا کا کوئی کنارا نہیں تو پھر

جہاں اترا ڈوبا

میرے اس جواب پر وہ حیران سا رہ گیا اور تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا تو پھر یہ عبادتیں ہمیشہ ہی کرنی پڑیں گی۔ وہ شخص دراصل عام فقیروں سے اس قسم کی باتیں سن کر آیا تھا۔ اور اس کا مطلب یہ تھا کہ نماز پڑھی جاتی ہے خدا تعالیٰ سے ملنے کے لئے لیکن جسے خدا تعالیٰ مل گیا اسے نماز کی کیا ضرورت ہے۔ روزے رکھے جاتے ہیں خدا سے ملنے کے لئے لیکن جسے خدا مل گیا اسے روزوں کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ دی جاتی ہے خدا سے ملنے کے لئے۔ لیکن جسے خدا مل گیا اسے زکوٰۃ کی کیا ضرورت ہے۔ غرض جتنی نیکیاں ہیں وہ خدا سے ملنے پر ختم ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ

نیکیاں سواری کی طرح ہوتی ہیں

اور جب انسان گھر پہنچ جاتے تو سواری پر بیٹھا رہنا بیوقوفی ہوتی ہے۔ میں نے اس کے اعتراض کو سمجھ کر یہی جواب دیا کہ جب منزل مقصود محدود ہو تو انسان سواری سے اتر پڑے لیکن جب منزل مقصود غیر محدود ہو تو سواری سے اترنے کے معنے ہی کیا ہوتے وہ تو جہاں اترے گا وہیں تباہ ہوگا۔ غرض میرے دل پر

اللہ تعالیٰ نے حقیقت کو منکشف کر دیا

اور میں نے اسے یہی کہا کہ غیر محدود دریا میں کشتی سے اترنے والا ڈوبے گا۔ نجات نہیں پائے گا۔ اسی طرح بہت سے لوگ دنیا میں موجود ہیں جو گو ایسے فقیروں کے مرید نہیں ہوتے مگر اس قسم کے خیالات میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ چھپے رہتے ہیں اور لوگوں کو ان کے خیالات کا علم نہیں ہوتا لیکن ایک دن آتا ہے کہ وہ ننگے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے عقاید لوگوں پر کھل جاتے ہیں۔ اور گو وہ بظاہر ان فقیروں کے قائل نہیں ہوتے لیکن عملاً انہی کے قائل ہوتے ہیں۔ وہ کچھ دن نمازیں پڑھتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ نمازیں بہت پڑھ لیں اب انہیں

نمازوں کی ضرورت

نہیں رہی۔ وہ کچھ دن روزے رکھتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے بہت روزے رکھ لئے اب انہیں روزوں کی ضرورت نہیں رہی۔ وہ چند دن صدقہ و خیرات دیتے ہیں اور خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ اب صدقہ و خیرات دینے کی انہیں ضرورت نہیں رہی کیونکہ وہ بہت صدقہ دے چکے۔ حالانکہ وہ اپنے کھانے پینے اور پہننے میں کبھی یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم نے بہت کھا لیا یا بہت پی لیا یا بہت پہن لیا۔ وہ کچھ دن روٹی کھانے کے بعد یہ نہیں کہتے کہ ہم نے بہت روٹی کھا لی اب ہمیں روٹی کھانے کی ضرورت نہیں وہ کچھ دن پانی پینے کے بعد یہ نہیں کہتے کہ ہم نے بہت پانی پی لیا اب ہمیں پانی پینے کی ضرورت نہیں۔ وہ کچھ دن کپڑے پہننے کے بعد یہ نہیں کہتے کہ ہم نے بہت کپڑے پہن لئے اب ہمیں کپڑوں کی ضرورت نہیں اور اب آیندہ نہ تو کھانا کھانے کی ضرورت ہے نہ پانی پینے کی ضرورت ہے نہ کپڑے پہننے کی ضرورت ہے بلکہ وہ اپنے

جسم کی طاقت قائم رکھنے

اور بدن کو سردی گرمی کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مگر روح کی طاقت کا جہاں سوال آتا ہے وہ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہم نے بہت عبادتیں کر لیں اب نماز روزے کی کیا ضرورت ہے۔ گویا جسمانی غذا کے متعلق تو انسان ہمیشہ یہ خیال رکھتا ہے کہ مجھے فلاں فلاں غذا ملتی رہنی چاہیئے مگر

روحانی غذا

کے متعلق وہ ہمیشہ اس طرف مائل رہتا ہے کہ میں اس غذا کو کسی وقت چھوڑ دوں حالانکہ جس طرح انسان کو جسمانی غذا کی ہر وقت ضرورت ہے اسی طرح اسے روحانی غذا کی بھی ہر وقت ضرورت ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ کچھ عرصہ تو نمازیں پڑھی جاتی ہیں روزے رکھے جاتے ہیں اور دوسرے احکام شریعت پر عمل کیا جاتا ہے لیکن جونہی چند خوابیں آئیں یا

بعض آسمانی برکات و فیوض

سے اسے حصہ ملا اس نے یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ اب مجھے ان عبادتوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ میں مادر پدر آزاد ہو گیا۔ مجھے نہ نماز کی ضرورت ہے نہ روزہ کی ضرورت ہے نہ زکوٰۃ کی ضرورت ہے نہ حج کی ضرورت ہے نہ نظام سلسلہ کی پابندی کی ضرورت ہے نہ

فرمانبرداری اور اطاعت کی ضرورت

ہے۔ اب خدا تعالیٰ سے براہِ راست میرا اتصال ہو گیا۔ اس احمق کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے گورنر جب بادشاہ سے ملنے کے لئے جاتا ہے تو بعض دفعہ بادشاہ اس گورنر کے چپڑاسی سے بھی بعض کر بات کر لیتا ہے۔ اس پر اگر وہ چپڑاسی نوکری چھوڑ دے اور یہ سمجھنے لگ جائے کہ اب میں اتنا بڑا ہو گیا ہوں کہ بادشاہ مجھ سے

براہِ راست گفتگو

کر سکتا ہے تو وہ نادان ہے وہ نہیں سمجھتا کہ جس وقت گورنر چلا جائے گا اور وہ وہیں رہے گا تو اسے کان سے پکڑ کر باہر نکال دیا جائے گا اور جس دن وہ گورنر کی نوکری سے الگ ہو جائے گا کوئی اسے اپنے دروازہ میں بھی گھسنے نہیں دے گا۔ درحقیقت کسی وقت چپڑاسی سے بادشاہ کا کلام کرنا چپڑاسی سے کلام کرنا نہیں بلکہ گورنر سے کلام کرنا ہے۔ اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے ہمارے پاس جب کوئی دوست ملنے آتا ہے اور اس کے ساتھ کوئی چھوٹا بچہ ہوتا ہے تو ہم اس چھوٹے بچے کو بھی پیار کر دیتے ہیں۔ اب اس

بچہ سے پیار

کرنا دراصل اس دوست سے اپنی محبت کا اظہار کرنا ہے۔ ورنہ بچے سے ہمیں کونسی محبت ہو سکتی ہے۔ وہ تو جب بڑا ہوگا تب معلوم ہوگا کہ وہ ہم سے دوستی رکھتا ہے یا دشمنی۔ لیکن اب جو ہم اسے پیار کرتے ہیں۔ تو دراصل اپنے دوست کے لئے۔ اور چونکہ ہمارے دوست کے اعمال ظاہر تھے اور ہم جانتے تھے کہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے اس لئے ہم نے اس کے بچہ سے بھی پیار کر دیا۔ پس کئی لوگ اس بیوقوفی کی وجہ سے کہ ان پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فیض نازل ہو چکا ہے، سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ اب ہم اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ ہمیں کسی خدمت کی ضرورت نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مارے جاتے ہیں۔ اور تباہ ہو جاتے ہیں۔ وہ ایک عارضی عید کو مستقل عید سمجھ لیتے ہیں۔ اور اس طرح روحانی لحاظ سے ہلاک ہو جاتے ہیں حالانکہ مستقل عید

مرنے کے بعد کی عید

ہے۔ یا اس شخص کے لئے مستقل عید ہے جو اپنی زندگی میں ہی مر گیا۔ مگر عمل ایسے شخص سے بھی معاف نہیں ہوتے

دوسری بیوقوفی

یہ ہوتی ہے کہ لوگ عمل کو سزا سمجھتے ہیں حالانکہ اگر عمل کرنا سزا ہے تو پھر غذا بھی سزا ہے کیونکہ آخر روٹی کھانا بھی ایک عمل ہے۔ پانی پینا بھی ایک عمل ہے اور کپڑا پہننا بھی ایک عمل ہے۔ مگر جسمانیات میں تو لوگوں کی یہ عادت ہے کہ انہیں جتنی جتنی طاقت ملتی ہے اتنا ہی وہ کھانے پینے اور پہننے کے عمل کو زیادہ کرتے جاتے ہیں کم نہیں کرتے چنانچہ دیکھ لو ایک طاقتور آدمی اپنی روٹی کم نہیں کرتا بلکہ اپنی سابقہ نسبت سے زیادہ کر دیتا ہے یا جب آدمی مالدار ہو جاتے تو اپنے کپڑوں کی تعداد کم نہیں کر دیتا بلکہ زیادہ کر دیتا ہے۔ مگر

روحانیات میں

لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی غذا کم ہو جائے حالانکہ روحانیت رکھنے والے افراد بھی جوں جوں انہیں روحانی طاقت حاصل ہوتی جاتی ہے اپنی روحانی غذا کو زیادہ کرتے جاتے ہیں۔ کم نہیں کرتے۔ ایک پہلوان کی غذا اور بچہ کی غذا میں کیا فرق ہے۔ یہی کہ بچہ کم کھاتا ہے اور پہلوان زیادہ کھاتا ہے مگر عجیب بات یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ

روحانی پہلوان ہونے کا دعوےٰ

تو کر دیں مگر اپنی غذا بچے والی رکھیں کیا تم نے کبھی دیکھا کہ کسی پہلوان نے بچپن سے دودھ پینا شروع کر دیا ہو۔ اور وہ کہتا ہو کہ اب چونکہ میں پہلوان ہو گیا ہوں اس لئے میں بچپن سے دودھ پیتا ہوں۔ جب نہیں۔ بلکہ دنیا کے جسم کے معاملہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ

پہلوان اور بچہ کی کیا نسبت

ہے تو روحانی معاملات میں کمی کی طرف آنا بھی کسی روحانی آدمی کا کام نہیں ہو سکتا تم نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ ایک مضبوط پہلوان یہ کہے کہ ایک دو دو کی کٹوری مجھے سیر کرنے کے لئے کافی ہے بسیر بھر دودھ اور دوسری مقوی غذاؤں کی مجھے ضرورت نہیں۔ مگر روحانی معاملہ میں جہاں انسان پر ذرا سا بھی الٰہی فیضان نازل ہو وہ کمزوری دکھانا شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے اب مجھے ان مجاہدات کی کیا ضرورت ہے۔ ایسا خیال

جنون کی علامت

تو ہو سکتا ہے مگر عقل کی علامت نہیں کہلا سکتا۔

غرض عمل کسی صورت میں ترک نہیں کیا جا سکتا۔ نہ اس دنیا میں نہ اگلے جہان میں فرق صرف یہ ہے کہ اگلے جہان جو مومن کی مستقل عید ہوگی اس کے یہ معنے یہ ہوں گے کہ اب یہ

انعام ضائع نہیں ہو سکتا

ورنہ کام اس جگہ بھی نہیں چھوڑا جائے گا آخر عید کے دن خدا تعالیٰ نے کوئی نماز معاف تو نہیں کر دی بلکہ ایک نماز اس نے زائد کر دی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اسلامی اور روحانی

عید کام چھوڑنے کا نام نہیں

بلکہ کام میں زیادتی کرنے کا نام ہے غرض عمل کسی صورت میں چھوڑا نہیں جا سکتا۔ نہ اس جہان میں اور نہ اگلے جہان میں۔ ہاں انعام مستقل ہو سکتا ہے اور وہ کبھی اس دنیا میں ہی مستقل طور پر انسان کو حاصل ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اس دنیا میں زندہ رہتے ہوئے مرجاتے ہیں ان کا انعام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستقل ہو جاتا ہے۔ گویا ایسے لوگوں پر اسی دنیا میں یوم البعث آجاتا ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ مہلت دی جائے تاکہ میں لوگوں کو یوم البعث تک ورغلاؤں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص جس پر یوم البعث آجائے اس کی عید اسی دنیا سے مستقل ہو جاتی ہے۔ اور وہ اپنے درجہ سے گرتا نہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ عید اسی دنیا میں آگئی تھی اور آپ ایسے مقام پر پہونچ چکے تھے کہ آپ کے لئے یہ ناممکن تھا کہ گر سکیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے عمل کرنا چھوڑ دیا۔ کیا انہوں نے نمازیں ترک کر دیں۔ روزے رکھنے بند کر دئے اور اسی طرح شریعت کے دوسرے احکام پر انہوں نے عمل کرنا چھوڑ دیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی وہ دن آیا مگر کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

اشاعتِ دین کا کام

چھوڑ دیا۔ یا خدمتِ خلق ترک کر دی۔ ہم تو یہی دیکھتے کہ آپ رات اور دن برابر کام کرتے رہتے تھے پس کام چھوڑنے کا نام عید نہیں بلکہ

کام میں زیادتی اور خوشی کا نام عید ہے

چنانچہ دیکھ لو جس دن ہم عید پڑھتے ہیں اس دن پانچ نمازوں کے علاوہ ایک چھٹی نماز بھی ہمیں پڑھنی پڑتی ہے۔ لیکن چونکہ ہم جانتے کہ اس سے روحانیت ترقی کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور اس کی محبت انسان کو میسر آتی ہے اور یہ نہ صرف ہمارا عقیدہ ہے بلکہ ہماری جماعت میں سے ایک حصہ تجربہ کر کے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو دیکھ چکا ہے اس لئے یہ

زائد عبادت

بجائے بوجھ ہونے کے ہمارے لئے خوشی کا موجب ہو جاتی ہے لیکن جسے اس حقیقت کا علم نہ ہو اور وہ عید کا مطلب صرف یہ سمجھتا ہو کہ اچھے کپڑے پہن لئے اور عمدہ کھانا کھا لیا وہ یہی کہے گا کہ اچھی مصیبت آئی آگے

تو پانچ نمازیں تھیں اور آج جو عید کا دن آیا تو چھ نمازیں کر دیں۔ پھر اس نماز کے ساتھ خطبہ بھی رکھ دیا۔ گویا چھٹی نماز کے بعد بھی جتنا وقت انسان اپنے گھر میں صرف کر سکتا ہے اتنا وقت بھی نہ رہنے دیا اور اس میں سے بھی

ایک حصہ خطبہ کے لئے

رکھ لیا۔ مگر یہ نادانی ہے اور ایسی باتوں کا اسی وقت خیال آتا ہے جب کام کی حقیقت انسان پر واضح نہیں ہوتی ورنہ وہ لوگ جن پر

یومَ یُبعثون والی کیفیت

طاری ہو جائے وہ کام کو بوجھ نہیں سمجھتے بلکہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ جیسے باپ جب اپنی اولاد کے لئے کوئی کام کرتا ہے تو بجائے بوجھ سمجھنے کے خوش ہوتا ہے یا ایک خدا پرست ڈاکٹر جو خدمتِ خلق میں مشغول رہتا ہے اور چاہے رات ہو یا دن مریضوں کے دیکھنے کے لئے چلا جاتا ہے وہ اس خدمت کو بوجھ نہیں سمجھتا بلکہ خوشی محسوس کرتا ہے یا ایک

علم پڑھانے والا استاد

جو چاہتا ہے کہ ہر وقت بچوں کو علم سکھاتا رہے اور رات دن اس کام میں لگا رہے وہ اس کام کو بوجھ نہیں سمجھتا۔ بلکہ خوش ہوتا ہے کہ اسے خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ پس جب

بشاشتِ قلب

پیدا ہو جائے تو عمل خوشی کا موجب ہو جاتا ہے اور اگر بشاشتِ قلب پیدا نہ ہو تو عمل تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔ اور ایمان کا نام ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بشاشتِ قلب رکھا ہے۔ پس جسے کامل ایمان مل جاتا ہے اسے کامل بشاشت حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا

کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو عمل کرتے کرتے بالکل اس میں محو ہو جاتے ہیں اور ان کے دل کی تمام گرہیں کھل جاتی ہیں۔ پھر وہ اس کام میں خوشی اور بشاشت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اور فرمایا یہی لوگ ہیں جو کامل مومن ہیں۔ پس حقیقی عید وہی ہے جب انسان کو عمل میں خوشی محسوس ہونے لگے۔ اور وہ کام کو بوجھ نہ سمجھے بلکہ اسے جتنی زیادہ خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرنی پڑے یا بندوں کے لئے قربانی کرنی پڑے یا

نظامِ سلسلہ کے لئے قربانی

کرنی پڑے۔ یہ تمام قربانیاں اس کے دل میں راحت پیدا کریں اور اس کی خوشی اور اطمینان کا موجب بنیں اور ان باتوں کے

حصول کی وجہ سے کام کو وہ بوجھ نہ سمجھے بلکہ کام میں اسے لذت آنے لگے۔ یہ مقام کبھی عارضی ہوتا ہے اور کبھی مستقل۔ جب عارضی ہو تو اس کی مثال اس عید کی سی ہوتی ہے جو آتی اور چلی جاتی ہے۔ پھر کسی کے لئے ایک ہی عید آتی ہے کسی کے لئے دو عیدیں آتی ہیں اور کسی کے لئے ہر چھٹے دن عید آجاتی ہے اور کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس کے لئے

ہر روز روزِ عید ہوتا ہے

کیونکہ اس کی عید ۲۴ گھنٹوں والے دن میں نہیں آتی بلکہ اس کے لئے خدا تعالیٰ وہ دن عید کے لئے مقرر کرتا ہے جس کے متعلق فرماتا ہے

فِی یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ

یعنی خدا تعالیٰ کے بعض کام ایسے دن میں بھی ہوتے ہیں جو تمہارے اندازہ کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ ایسے ہی ایک بزرگ تھے جو دن رات خدمتِ دین میں مشغول رہتے اور اپنی روزی کمانے کا کوئی فکر نہ کرتے ایک دوسرے بزرگ نے جو ان کے درجہ کو نہیں سمجھتے تھے ایک دن انہیں نصیحت کی کہ آپ کو کچھ کام بھی کرنا چاہیئے اور محنت کر کے روزی کمانی چاہیئے۔ انہوں نے کہا دیکھئے صاحب! میں اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوں اور اگر مہمان خود کھانا پکانے لگے تو میزبان کی اس میں کیسی ہتک ہوتی ہے۔ پس اگر میں اپنی روزی کا فکر کروں گا تو میرا خدا مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ وہ بھی آخر عالم تھے یہ سنکر کہنے لگے آپ نے بات تو معقول کہی مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مہمانی تین دن ہوتی ہے

آپ کی مہمانی اب لمبی ہو گئی ہے پس یہ مہمانی نہیں رہی بلکہ سوال ہے۔ انہوں نے کہا یہ سوال ہوگا ان کے لئے جن کا دن چوبیس گھنٹے کا ہے۔ میں تو اس دن کا قائل ہوں جس کے متعلق وہ فرماتا ہے فِی یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ جس دن

تین ہزار سال مہمانی کے

پورے ہو گئے اس دن میں اپنا کام شروع کر دوں گا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ اس دنیا میں مہمان ہی مہمان تھے۔
اس مقام پر پہنچا ہوا انسان جس کو خدا نے یہ کہہ دیا ہو کہ اب تیری عید میں نے مستقل کر دی

ہر قسم کے تنزل کے خوف سے محفوظ ہو جاتا ہے

لیکن کام وہ بھی نہیں چھوڑتا۔ کیونکہ یہ مقام ملتا ہی ایسے شخص کو ہے جسے کام میں لذت آنی شروع ہو جائے۔

اگر کوئی ڈاکٹر کسی مریض کو پانچ مہینے مارفیا کی پچکاری کرتا رہے اور پھر اسے کہہ دے کہ اب جانے دو مارفیا کی پچکاری کی ضرورت نہیں تو وہ مریض مارفیا کی پچکاری کو نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ اس کی اسے عادت ہو جاتی ہے۔ لیکن جو عادت مارفیا یا افیون کی ہے اس سے بہت زیادہ

نیک کام کرنے کی عادت

ہوتی ہے اور جب کسی انسان کو نیک کام کرنے کی عادت ہو تو چاہے اسے مارو پیٹو وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا
دیکھتے نہیں ہو

اللہ تعالیٰ کے نبیوں

پر لوگ ایمان لاتے ہیں پھر مخالف انہیں مارتے ہیں ستاتے ہیں گالیاں دیتے ہیں، بائیکاٹ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کی مجلس میں نہ جاؤ۔ مگر جونہی وہ آزاد ہوتے ہیں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے نبی کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے ایسے دکھ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے والوں کو دئے گئے کہ جن کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی مگر انہی حالات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جونہی ان کے ہاتھ پاؤں کھلے وہ دوڑ کر اپنے نبی کے پاس پہنچ گئے

حضرت ابوذر غفاریؓ کی مثال

ہی احادیث میں پائی جاتی ہے جب وہ پہلے پہل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو اس وقت تک بہت تھوڑے لوگ آپ پر ایمان لائے تھے۔

سولہ سترہ کے قریب آدمی

تھے جو اسلام میں داخل تھے۔ انہوں نے کسی مسلمان سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں تو آپ پر ایمان لے آئے۔ لیکن عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے قبیلہ کے لوگ چونکہ ابھی ایمان نہیں لائے اس لئے آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا ایمان اس وقت تک چھپائے رکھوں جب تک کہ وہ ایمان نہیں لاتے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی لیکن آپ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر باہر آئے تو دیکھا کہ ایک جگہ کفار کی مجلس لگی ہوئی ہے اور

مکہ کے بڑے بڑے عمائد

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ ان سے برداشت نہ ہو سکا۔ اور انہوں نے زور سے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایسے شدید دشمنوں کے پاس جنہیں اپنی طاقت وقوت پر بھی بڑا گھمنڈ تھا۔ جب انہوں نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا تو کفار کو جوش آگیا۔ اور انہوں نے آپ کو اتنا مارا کہ آپ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے۔ حضرت عباسؓ کہیں پاس سے

گزرے تو انہوں نے کفار سے کہا غفار قبیلے
تمہارے پاس غلہ آتا ہے اگر تم اسے نہ
چھوڑو گے اور اس کی قوم نے اس کا ساتھ دیا
تو تمہارے پاس

غلہ آنا بند ہو جائے گا

اور تم بھوکے مر جاؤ گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ
اسے چھوڑ دو۔ آخر بڑی مشکلوں سے انہوں نے
حضرت ابوذر کو ان کے ہاتھ سے چھڑایا۔ وہ گھر
گئے اور چند دن ٹکوریں کرتے رہے جب آرام
آگیا تو باہر نکلے اور دیکھا کہ کفار کی پھر ایک
مجلس لگی ہوئی ہے اور وہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو برا بھلا کہہ رہے ہیں انہیں پھر جوش
آگیا اور وہ بلند آواز سے کہنے لگے

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ

انہوں نے پھر آپ کو مارا اور شدید طور پر زخمی کر
دیا وہ پھر گھر میں زخموں کا چند دن علاج کرنے
بعد جب باہر نکلے تو اسی طرح ایک اور مجلس میں
انہوں نے بلند آواز سے اپنے اسلام کا اظہار
کردیا۔ اور لوگوں نے پھر انہیں مارا۔ اب دیکھو یہ
ایک لذت تھی جو انہیں آرہی تھی۔ اور جس کے
نتیجہ میں وہ بار بار اپنے

اسلام کا اظہار

کرتے اور بار بار لوگوں سے مار کھاتے۔ اور گو
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں
اس بات کی اجازت تھی کہ وہ اپنے اسلام کو
چھپائیں لیکن

عمل کی لذت

کی وجہ سے وہ اعلان کرنے پر مجبور ہو گئے۔
اور انہوں نے ماریں کھائیں۔ اسی طرح رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک بچہ تھا
بارہ تیرہ سال اس کی عمر تھی۔ کہ وہ مسلمان ہو
ہو گیا وہ اپنے ماں باپ کا

اکلوتا بچہ

تھا۔ لیکن چونکہ وہ مسلمان ہو گیا اور اس کے
ماں باپ سخت متعصب تھے اس لئے جب
کھانا کھانے کا وقت آتا تو اس کی ماں اس
کے آگے اس طرح روٹی پھینک دیتی جس طرح
کتے کے آگے روٹی پھینکی جاتی ہے۔ برتن میں
وہ اس لئے نہ رکھ کر دیتی کہ اس طرح برتن
پلید ہو جاتا ہے۔ آخر جب اسلام پر وہ مضبوطی
سے قائم رہا تو اسے ماں باپ نے گھر سے نکال
دیا اور کہا یا تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے
پاس جانا چھوڑ دے یا گھر سے چلا جا۔ اس
نے گھر چھوڑ دیا اور غالباً

حبشہ کی طرف ہجرت

کرکے چلا گیا۔ سالہا سال کے بعد وہ واپس آیا
اس کی ماں کو پتہ لگا تو اس نے کہلا بھیجا کہ میں
تجھ سے ملنا چاہتی ہوں۔ مجھے آکر مل جاؤ۔
وہ چھوٹی عمر کا بچہ تھا جب وہ اپنے والدین
سے جدا ہوا تھا۔ پھر وہ اپنے والدین کا اکلوتا
بچہ تھا۔ وہ سالہا سال اپنے گھر سے باہر
رہنے کی وجہ سے خیال کرتا تھا کہ شاید اس
کی ماں کے دل میں نرمی پیدا ہو گئی ہو گی مگر
جب وہ اپنی ماں سے ملنے کے لئے گیا تو اس
نے بڑے پیار سے اپنے بیٹے کو گلے لگاتے
ہوئے کہا کہ بیٹا! اب تو امید ہے کہ تم
اس صابی کے پاس نہیں جاؤ گے۔ وہ صحابی
فوراً علیحدہ ہو گیا اور اس نے کہا اماں! میں
نے تو سمجھا تھا کہ میرے دور جانے کی وجہ سے
تمہارا بغض دور ہو گیا ہو گا مگر تمہاری کیفیت
تو اب تک وہی ہے۔ میں تمہاری وجہ سے
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں
چھوڑ سکتا۔ یہ کہہ کر وہ نوجوان اسی وقت
گھر سے نکل گیا۔ اور پھر اس نے کبھی اپنی ماں
کا منہ نہیں دیکھا۔ پس

حقیقی عید

وہی ہے جس میں انسان کو عمل میں لذت
محسوس ہونے لگے۔ اور وہ خدا کے لئے ہر
قسم کی قربانیوں کی آگ میں کودنے کے لئے
تیار رہے اور کبھی ترک عمل کے قریب بھی
نہ جائے۔ یہ مقام جب کسی فرد یا قوم کو
حاصل ہو جاتا ہے تو اسے حقیقی عید میسر
آجاتی ہے۔ اور دینی اور دنیوی مقاصد
میں وہ کامیاب ہو جاتا ہے
پس کوشش کرو کہ تمہیں یہ عید میسر
آئے اور تمہاری تمام تر لذت اور تمہاری
ساری خوشی اسی بات میں ہو جائے کہ تم خدا
کے لئے

اپنا سب کچھ قربان کردو

اور اسی کو اپنی عید سمجھو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے
ساتھ ہو اور وہ تمہیں اس حقیقی عید سے حصہ
دے جس کے میسر آنے کے بعد دنیا کی کوئی
تکلیف انسان کو پریشان نہیں کر سکتی۔

انگلستان میں تبلیغ اسلام

بقیہ صفحہ اول

آپ کی آپس میں اخوت و محبت غیر ملکیوں
کے لئے ایک قابل رشک نمونہ ہونا چاہئیے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک فقرہ
یہاں نقل کرنا کافی ہے۔ اس سے بڑھ کر میں
کیا کہہ سکتی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-
"میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں
اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے
آپس میں محبت و ہمدردی ظاہر کرو
وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کیلئے
کرامت ہو۔"
تیسری چیز نظام کی کامل اطاعت ہے
ہماری ترقی کا راز نظام ہی میں ہے جس نے
نظام سے باہر قدم رکھا وہ گیا۔ اصل چیز مرکز
سے وابستگی ہے مرکز کے ادنیٰ سے ادنیٰ حکم
پر آپ کو صدق قلب سے لبیک کہنا چاہئیے
خواہ اس میں کیسی قربانی دینی پڑے۔
۲۸ اکتوبر کو آپ لنڈن ایئرپورٹ سے
پاکستان کے لئے روانہ ہو گئیں۔ لنڈن کے
۶۰ کے قریب احمدی افراد نے آپ کو الوداع کہا

تبلیغ بذریعہ تقاریر

۱- ۹ جولائی کو خاکسار نے روٹری کلب آف
Wisbech میں اسلام پر تقریر کی۔ یہ قصبہ
لنڈن سے ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ تقریر
کے بعد سوالات و جوابات کا سلسلہ بھی جاری
رہا۔ بعض لوگوں کے پتے نوٹ کرکے لٹریچر
بھی بھجوایا گیا۔
۲- ۸ جولائی کو خاکسار نے ایک پارک
میں تقریر کی۔ تقریر میں بائیبل کی متضاد
تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ ایک عیسائی پادری
سے بعض مسائل پر بحث ہوئی۔
۳- ۱۵ جولائی کو پھر اسی پارک میں خاکسار کو
دو گھنٹے تک تقریر اور سوالات و جوابات کا موقعہ
ملا۔ رومن فرقہ کے ایک پیرو سے بحث ہوئی
رومن کیتھولک اخبار "یونیورس" کے حوالہ
سے ایک عیسائی نے کہا کہ پاکستان پارلیمنٹ
کے ایک ممبر نے یہ بیان دیا ہے کہ پاکستان
میں عیسائیت کی تبلیغ بزور روک دی جائے
اور قتل مرتد کی سزا کا اجراء کیا جائے۔ اس
عیسائی نے یہ حوالہ دیکر پوچھا کہ اگر ہم اب
مسلمان ہو جائیں اور کسی وقت پھر اس
مذہب کو چھوڑنا چاہیں تو کیا آپ ہمیں قتل
کرائیں گے؟ خاکسار نے اس کی تردید کی
اور اس بارہ میں صحیح اسلامی تعلیمات بتائیں
۴- ۲۲ جولائی کو ایک پارک میں اور ۲۳
جولائی کو Bognor Regis کے روٹری
کلب میں خاکسار نے تقریریں کیں۔ جن میں سے
ایک کا موضوع تھا "اسلام ایک زندہ مذہب"
اور ۳ ستمبر کو روٹری کلب میں "امن عالم"
کے موضوع پر اسلامی تعلیمات پیش کیں۔
۵- مکرم میجر عبد المجید صاحب نے سپرپوسٹ
فرقہ کی ایک میٹنگ میں شرکت کی لوہا حاضرین
کے سوالات کے جوابات اسلامی نقطۂ نظر سے
دئے۔ اور ممبران کو حضرت مسیح موعود کے
دعاوی اور تعلیمات سے روشناس کیا۔ اور
ان کے رسالہ میں ایک مضمون بھی بعنوان
Promised Messiah شائع کرایا
Pacific Society میں "اسلام اور جنگ"
کے موضوع پر اسلامی تعلیمات کو پیش کیا۔
سوال و جواب کا سلسلہ بھی کافی دیر تک جاری رہا۔
میجر صاحب نے ایک روٹری کلب میں بھی تقریر
کی اور مسیح کی آمد ثانی پر روشنی ڈالی۔ آپ نے
ہائیڈ پارک میں بھی دو تقریریں کیں۔ اور
The Promised Messiah نامی پمفلٹ
تقسیم کیا۔

جنرل تبلیغ

عرصہ زیر رپورٹ میں متعدد غیر مسلموں کے
خطوط کے جوابات دئے گئے۔ گریٹ والز
ایمبیسی کے ایک افسر کو تبلیغی خطوط لکھے گئے
اور وہ افسر مشن ہاؤس بھی آئے۔ مکرم امام
صاحب نے روٹری کلب کے ایک اجلاس میں
ایک مقرر سے اسلام اور عیسائیت پر تبادلۂ
خیالات کیا۔ اور انہیں لٹریچر بھجوایا۔ ایک
چیف انسپکٹر ایکسائز ڈیوٹی کو اسلام اور احمدیت
سے روشناس کرایا گیا۔ اور منسٹری آف
نیشنل انشورنس کے ایک انگریز کے گھر جاکر
اسے اسلام سے روشناس کرایا۔

خطبات جمعہ و نکاح

مکرم امام صاحب نے خطبات جمعہ میں اسلام
کی تعلیمات خصوصاً تربیتی امور بیان فرمائے
آپ نے متعدد خطبات میں حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی تحریرات کے اقتباسات تربیتی
موضوع پر سنائے۔ نماز جمعہ میں ۲۵-۳۰
احباب شمولیت کرتے ہیں۔ مفید علمی تبادلۂ
خیالات کا سلسلہ جمعہ کے روز شام تک جاری
رہتا ہے۔ نماز فجر کے بعد قرآن مجید، اور
عشاء کے بعد براہین احمدیہ کا درس بھی جاری
رہا۔ ساری نمازیں باجماعت ادا ہوتی رہیں۔
مسعود احمد صاحب اختر ابن مکرم غلام محمد
صاحب اختر کے نکاح کا اعلان مکرم امام
صاحب نے فرمایا۔ اس موقعہ پر ۵۰ کے قریب
انگریز مرد و عورتوں نے شرکت کی۔ امام صاحب
نے خطبہ میں اسلامی تعلیمات دربارہ تعدد
ازدواج بیان کیں۔ اور عورت کا مقام بھی
ازروئے قرآن کریم و بائیبل روشنی ڈالی
اور متعدد عیسائی ناموروں کے حوالہ جات
پیش کرکے ثابت کیا کہ عورت کو اس کا صحیح
مقام اسلام نے ہی دیا ہے (باقی کالم ملا پر)

۶- لمبی دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی

دورے

مکرم امام صاحب نے بریڈ فورڈ۔ لیڈز
اور پریسٹن کا دورہ کیا۔ بریڈ فورڈ میں
خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۵-۳۰ نوجوانوں پر مشتمل
جماعت موجود ہے
مانچسٹر میں ہمارے ایک مخلص احمدی
دوست قریشی صلاح الدین صاحب تھے جو
انگلستان میں کئی سال سے مقیم تھے۔ اور
ہائیڈ پارک میں باقاعدگی سے اسلام پر تقریریں
کرتے تھے اور اس علاقہ میں کافی متعارف تھے
ابھی ابھی وہ وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ
راجعون مکرم امام صاحب اور عبد العزیز دین صاحب
نماز جنازہ کے لئے مانچسٹر تشریف لے گئے۔

شجرۂ طیّبہ کا تازہ پھل

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

جھلکیاں

اللہ تعالےٰ کا تعارف قرآن مجید کی زبانی سنیئے۔ فرمایا اللہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم۔ یعنی اللہ کی ذات ایسی ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود ہے ہی نہیں۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ خود زندہ اور قائم ہے اور دوسروں کی زندگی اور قیام کا باعث اس نے اپنی زندگی کی جھلکیاں کبھی آدم کو دکھلائیں تو کبھی نوح وابراہیم کو۔ اور کبھی کوہِ طور پر موسےٰ کو۔ اور پھر ایک زمانہ ایسا آیا کہ وادیٔ غیر ذی زرع میں مکہ کے ایک اُمّی حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی کا ثبوت بنا کر بھیجا۔ اور قرآن کریم معجزانہ کلام عطا کیا۔ جو اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اور پھر اس کلام کے منجانب اللہ ہونے اور خدا تعالیٰ کی ہستی کے حی وقیوم ہونے کا یہ معیار قرار دیا کہ

تُؤْتِیْٓ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا

(ابراہیم)

یعنی یہ شجرۂ طیبہ (قرآن مجید) ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اپنے (تازہ بتازہ) پھل دیتا ہے۔ چنانچہ اب تک قرآن کی پیروی میں سینکڑوں ایسے مردانِ باخدا اور نشانی اللہ وجود گذرے ہیں جو خدا کی زندگی کا ثبوت تھے اور اسلام کا شیریں ثمر۔

ناقابلِ فراموش

فطرت ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ بعض چیزیں انسانی ذہن پر دیر پا اثر چھوڑتی ہیں۔ اس کی زندگی میں بعض ایسے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جن کو وہ فراموش نہیں کر سکتا۔ بعض ایام اس پر ایسے طلوع ہوتے ہیں جن کی اہمیت بھلائی نہیں جا سکتی۔ انہی ایام میں سے ایک دن ۲۰ فروری کا ہے یہ دن ۱۸۸۶ء میں اسلام کا ایک تازہ پھل خدا کی زندگی کا ایک زبردست ثبوت اور ایک نشانِ رحمت کا متحمل ہو کر اپنی نورانی شعاعوں کے ساتھ افقِ دنیا پر نمودار ہوا۔

طالمود کی پیشگوئی

یہ وہی مبارک دن تھا جس کے راز سربستہ کو یہودیوں کی کتاب طالمود اپنے سینہ میں محفوظ رکھتی چلی آئی تھی کہ :-

"It is also said that He (The Messiah) shall die and His kingdom descend to his son and grandson."

(طالمود باب جوزف بارکلے باب پنجم صفحہ ۳۷ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)

یعنی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسیح موعود کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اور پوتا اس کی سلطنت کے وارث ہونگے

مادیت کے نشہ میں مخمور انسان اس بات کو انہونی اور دیوانے کی بڑ سمجھ کر اس پر تمسخر کرتے ہوئے اس جہانِ فانی سے گذرتے چلے گئے اور خدا کی قدرتوں پر یقین رکھنے والے پر امید اور مجسم انتظار بنے اس کی راہ تکا کئے۔ زمین گردش کرتی رہی اور سال گذرتے رہے تا آنکہ

صحرائے عرب سے ایک صدا

اچانک عرب کے تپتے ہوئے ریگستانوں سے ایک آفتابِ رسالت طلوع ہوا جس نے ظلمت وتاریکی کو دور کرنا اور طاغوتی قوتوں کو مٹانا شروع کیا۔ شرک وظلم کے بادل چھٹنے لگے۔ اور دیکھتے دیکھتے ملک عرب آغوشِ اسلام میں اطمینان کا سانس لینے لگا۔ اسی ملکِ عرب سے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں ایک مہدی کے آنے کا مژدہ سنایا اور اس کے ساتھ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ (یعنی وہ مہدی اور مسیح موعود ایک خاص شادی کرے گا اور اس سے ایک خاص بیٹا پیدا ہوگا۔) اس پیشگوئی نے پھر سے سینکڑوں سال کے خوابیدہ ساز کی تاروں میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا۔ دنیا کی نظریں از سرِ نو سراپا انتظار بن گئیں۔

نغمۂ ہند

دن گذرتے گئے۔ سالوں نے صدیوں کی شکل اختیار کر لی۔ کہ اچانک نعمت اللہ نام کے ایک بزرگ نے جو ہندوستان میں اپنی ولایت اور اہلِ کشف ہونے کا شہرہ رکھتے تھے یہ نغمۂ دلآویز اپنی لمبانہ لَے میں گایا کہ ؎

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب آنے والے مہدی کا زمانہ کامیابی سے گذر جائے گا۔ تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی وہ لڑکا اس کے رنگ میں رنگین ہوگا۔

ظہورِ مہدی

آخرکار چودھویں صدی کے سر پر جری اللہ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ کا ظہور ہوا۔ ابلیس وآدم ایک دفعہ پھر صف آرا ہوتے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب آریہ قوم کے بانی پنڈت دیانند صاحب اور ان کے ہمنوا اسلام پر حملے کر رہے تھے اور پادری صاحبان کی یہ سعیٔ پیہم تھی کہ وہ اسلام کی جڑوں کو کاٹ کر اس کا پودا ہمیشہ کے لئے خشک کر دیں۔ مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی اور وہ دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں اپنے ہتھیاروں کو کند پا رہے تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب لاکھوں فرزندانِ توحید جو پہلے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے تھے اب عیسائیت کی آغوش میں جا کر دشمنِ اسلام بن چکے تھے۔ ان حالات میں حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے خلعتِ وحی والہام سے نوازا جاتا ہے۔ آپ پر حقائق ومعارفِ قرآن کے انوار کا نزول ہوتا ہے۔ تا اسلام کا غلبہ دیگر ادیان پر ثابت ہو اور یہ وحی والہامات کا سلسلہ آئندہ پوری ہونے والی بیشمار پیشگوئیوں پر مشتمل نظر آتا ہے

دردِ اسلام اور نشانِ رحمت

حضور کے دل میں اسلام کی ترقی، شان اور جاہ وجلال ظاہر ہونے کی تمنا موجزن ہوتی ہے حضور چاہتے ہیں کہ کسی گوشۂ تنہائی میں جا کر بارگاہ رب العزت میں سر بسجدہ ہو کر خاص الخاص دعائیں کریں تا اللہ تعالےٰ اپنا جلال ظاہر کر کے اسلام کی ڈگمگاتی ہوئی ناؤ کو پار لگا دے تا وہ اپنے اس دینِ متین کی فضیلت کا تازہ ثبوت دے۔ اور تا وہ اپنے محبوب دین کو دیگر ادیان پر برتر ثابت کرے اور اس کو غلبہ عطا کرے۔ اسی غرض کے حصول کے لئے خدا تعالےٰ کی مرضی کے مطابق حضور ہوشیارپور کے لئے رختِ سفر باندھتے ہیں۔ اور اپنے مخلص خدام کے ساتھ دریائے بیاس کو عبور کرتے ہوئے ہوشیارپور میں ورود فرماتے ہیں۔ یہاں شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیارپور کے ایک مکان کو مہدیٔ آخرالزماں کی قیام گاہ بننے کی سعادت حاصل ہوتی۔ چالیس دن تک اس مثیلِ مسیح نے گوتم بدھ کی طرح چلہ کشی اختیار کی حتیٰ کہ آسمانی نور نے آپ کے قلبِ صافی پر اس امر کو منعکس کر دیا کہ :-

"میں تجھے رحمت کا ایک نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو .... الخ"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

پیدائشِ پسرِ موعود

پس وہ فرزند دلبند جو خدا کی طرف سے نور بن کر آنے والا تھا جو خدا کی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا جانے والا تھا۔ جس نے زمین کے کناروں تک شہرت پا کر اسیروں کی رستگاری کا موجب بننا تھا ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیشگوئی کے شائع ہونے کے تین سال کے عرصہ میں پیدا ہوا۔ اس کا نام بشیر ثانی اور محمود رکھا گیا اور پیشگوئی کے مطابق جلد جلد پروان چڑھا۔ اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا گیا اور ان تمام علامات کا جو پیشگوئی مذکورہ بالا میں تھیں مصداق بنا جس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے لکھا :-

"خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے
کہ تیری ہی برکات کا دوبارہ
نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے
ہی اور تیری ہی نسل میں سے
ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔
جس میں روح القدس کی برکات
پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور
خدا سے نہایت تعلق رکھنے والا ہوگا
مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَا ہوگا گویا خدا
آسمان سے نازل ہوا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۰)

اسی طرح آپ نے فرمایا :-

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

دعوےٰ مصلح موعود

پیشگوئی کا مصداق تو منظرِ عام پر آچکا تھا اور اہلِ بصیرت نے اسے شناخت کر لیا تھا لیکن منکرین کے لئے یہ کہنے کا موقعہ تھا کہ "ہنوز دلّی دور است" مگر جس طرح خدا کے گذشتہ نیک بندوں پر کئے گئے اعتراضات خود مخالفین کے لئے پشیمانی کا باعث بنے اسی طرح منکرینِ مصلح موعود پر اوس پڑ گئی جب حضرت محمود ایدہ اللہ الودود نے اپنے رؤیا کی بنیاد پر اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور سبز اشتہار کی پیشگوئی کا اپنے آپ کو غیر مشروط طور پر بایں الفاظ مصداق قرار دیا

"اس کے بعد رؤیا میں میں ان کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا وہ یہ ہے اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ اور میں بھی مسیح موعود ہوں اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ۔ تب خواب

ہیں یہ مجھے ایک بشارت کی بات ظاہر ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس وقت میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ "مثیلہ" یعنی اس کا نظیر ہوں "وخلیفتہ" اور اس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اس کے مطابق اور اس کے پورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے۔"

پھر فرمایا:-

"یہ جو فرمایا کہ "مثیلہ وخلیفتہ" اس خدائی الہام نے وہ بات جو ہمیشہ میرے سامنے پیش کی جاتی تھی اور جس کا جواب دینے سے ہمیشہ میری طبیعت انقباض محسوس کیا کرتی تھی آج میرے لئے بالکل حل کر دی ہے۔ یعنی اس الہام الٰہی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیشگوئی جو مصلح موعود کے متعلق ہے خدا تعالیٰ نے میری ہی ذات کے لئے مقدر کی ہوئی تھی۔"

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

صداقت مسیح موعود | مصلح موعود کا ظہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں کیونکہ یہ ایک عظیم الشان غیب کی خبر ہے بڑھاپے کی شادی میں کون کہہ سکتا ہے کہ اس کے ہاں ضرور اولاد ہوگی۔ اور اگر اولاد ہوگی تو زندہ رہے گی اور زندہ بھی رہی تو اس میں یہ یہ صفات پائی جائیں گی۔ حالانکہ ہمارے مشاہدے میں یہ امر بارہا آتا ہے کہ یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی۔ بلکہ بعض نبیوں کے ساتھ بھی ایسا معاملہ پیش آیا ہے۔ لیکن یہاں کامل تحدی سے اور نہایت ہی پر شوکت الفاظ میں یہ دعوٰی لیا گیا ہے کہ بیٹا ہوگا۔ لمبی عمر پائے گا۔ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ وغیرہ ذالک

پس یہ خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرت کا ایک عظیم الشان نشان ہے جو بآنگ دہل کہہ رہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اپنے دعوے میں سچے ہیں ؎

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

اسلام کی برتری | آؤ دنیا میں اگر کوئی

زندہ مذہب ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام ہی ہے کیونکہ وہ اپنی بنیاد صرف اسلاف کے واقعات پر نہیں رکھتا۔ وہ دیگر ادیان مذاہب کی طرح یہ نہیں کہتا کہ "پدرم سلطان بود" بلکہ ہر زمانہ میں وہ اپنے تازہ پھل دیتا ہے اپنے متبعین کو یہ بشارت دیتا ہے کہ کامل اطاعت اختیار کرنے والوں کے لئے اب بھی نبوت، صدیقیت، شہیدیت و صالحیت کے دروازے کھلے ہیں۔ یہ اس کا طرۂ امتیاز ہے جس سے دیگر مذاہب محروم ہیں۔ اس بات کا زندہ ثبوت خود مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی میں جلوہ گر ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اشعار میں اسلام کی برتری کا ایک کھلا چیلنج موجود ہے کہ اے غیر مذاہب کے حامیو! تمہارے پاس صرف تفاخر اور لسانی رہ گئی ہے۔ پرانی کہانیوں کی بنیادوں پر تمہارے مذاہب کی عمارات کھڑی ہیں۔ ان میں صرف ریاضتوں اور مجاہدوں کی تپش ہے جس سے نور کے شعلے بلند نہیں ہو سکتے جو ظلمت کدوں کو منور کر سکیں۔ کیونکہ ان کی مثال تو قرآن کریم کے الفاظ میں یہ ہے کہ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ (ابراہیم-۲۷)

یعنی ان کی مثال تو ایسے بدہیئت درخت کی سی ہے جو زمین سے اکھڑ گیا ہو۔ اور جس کے لئے کوئی جائے قرار نہ ہو۔ ایسے درخت میں بھلا پھل کہاں سے لگ سکتے ہیں۔

مگر ہاں صرف ایک دین اسلام ہی ہے جس کی جڑیں ایک طرف تو زمین کی گہرائیوں میں ثابت ہیں اور دوسری طرف اسکی شاخیں آسمان پر پھیلی ہوتی ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب زمین سے بھی غذا مل رہی ہو اور آسمان کی فضاؤں سے تازہ ہوائیں بھی اس کو میسر ہوں تو پھل بھی ضرور لگتے ہیں۔ اسی طرح اسلام بھی اپنے پیروؤں کو شیریں اور لذیذ پھل ہر وقت دیتا ہے۔ اور یہ اسلام کی ایسی زبردست فوقیت ہے جس سے دیگر مذاہب کے جھنڈے کلی طور پر سرنگوں ہو گئے خصوصاً اس حالت میں کہ آپؑ نے بڑے زور سے اس حقیقت کا اعلان کیا اور فرمایا اگر کسی کو اس کے خلاف دعوٰی ہے تو میرے مقابل پر آ کر دیکھ لے۔ مگر باوجود غیرت دلانے کے کوئی مقابلہ پر آمادہ نہ ہوا اس کا اظہار آپؑ نے یوں فرمایا ہے ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

مگر مقابل پر کون آتا؟! جس کے پاس قوت ہی نہ ہو وہ اکھاڑے میں کیا پہلے اترے گا؟۔ یہی وہ اسلام کا غلبہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
(توبہ ع۵ - فتح ع۴)

"کہ خدا ہی کی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس دین کو باقی تمام ادیان پر غالب کر کے دکھا دے"

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا کے مطابق اسلام کی برتری میں کئی ایک پھل پیش کئے جن میں سے ایک زندہ نشان ہم میں اب بھی موجود ہے یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود کی ذات بابرکات۔ متعنا اللّٰہ بطول حیاتہ۔

اخبار بدر کی ملکیت و دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم ۴ قاعدہ نمبر ۸

۱۔ مقام اشاعت	قادیان
۲۔ وقفۂ اشاعت	ہفتہ وار
۳/۴۔ پرنٹر و پبلشر	ملک صلاح الدین ایم۔اے
قومیت	ہندوستانی
پتہ	محلہ احمدیہ قادیان
۵۔ ایڈیٹر کا نام	محمد حفیظ بقاپوری
قومیت	ہندوستانی
پتہ	محلہ احمدیہ قادیان
۶۔ اخبار کے مالک فرد یا ادارہ کا نام	صدر انجمن احمدیہ قادیان

میں ملک صلاح الدین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات اور علم کا تعلق ہے صحیح ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم اے
پبلشر اخبار بدر قادیان۔ ۲۸ فروری ۱۹۶۳ء

مطلع رہیں آپ کا چندہ اخبار بدر ۲۸/۲/۶۳ سے ختم ہے

نمبر خریداری	نام خریدار
۱۷۹۲	مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب
۱۰۲۴	″ خواجہ غلام محمد صاحب پنڈی پورہ
۱۰۶۰	″ سید عبد الباری صاحب
۱۰۰۸	″ سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنت کنٹہ
۱۲۶۳	″ جناب احمد صاحب ایم اے فاضل دیوبند لکھنؤ
۱۷۹۴	″ سیٹھ محمود احمد صاحب کرنول
۱۵۴۸	″ محمد بندہ علی صاحب جڑچرلہ
۲۲۴۹	″ محمد صدیق صاحب کان پور
۲۱۰۹	″ سید عبد الرزاق صاحب بنگلور
۲۲۱۵	″ حمیدہ صاحبہ بیگم سید نذیر احمد صاحب سرینگر
۲۲۱۶	″ ایس اے فہیم صاحب آناری
۲۲۵۰	″ شاہ سکندر اینڈ کمپنی
۲۲۱۴	″ ڈاکٹر ایم حسن صاحب سہارنپور
۲۲۴۷	″ سید محمود احمد صاحب کولہا پور آندھرا۔

نمبر خریداری	نام خریدار
۲۱۰۰	مکرم محمد احسان صاحب مانڈوجن
۱۰۱۰	″ محمد رشین صاحب مدراس
۱۵۵۴	″ ظہور حسن صاحب دانی رائے پور مدھیہ پردیش
۲۲۰۴	″ عبد السلام صاحب حیدر آباد
۲۱۰۳	″ مولوی محمد سلیمان صاحب ننگل
۲۲۰۵	″ انچارج صاحب مسجد دڈمان۔ ضلع محبوب نگر آندھرا۔
۱۰۹۱	″ قاضی حکیم الدین صاحب علی پور کھیڑہ
۲۱۰۵	″ قاضی حبیب اللہ صاحب
۱۳۶۲	″ شمس الحق صاحب پینگال
۲۱۰۸	″ ایس اے بشیر صاحب ساگر
۱۶۱۸	″ سید غلام ابراہیم صاحب اوایم پی کٹک۔ اڑیسہ
۲۱۷۷	″ مکرمہ صفیۃ النساء رحیمہ معرفت پوسٹماسٹر صاحب ریچ بہاڑہ کشمیر

مینجر بدر قادیان

قسطِ سوم

اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اس کے ذرائع

مرتبہ مکرم مولوی عبداللطیف صاحب ملکانہ مولوی فاضل - قادیان

عربی تالیفات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی مشہور مدرسہ کے تعلیم یافتہ نہ تھے۔ معمولی لیاقت کے استاد آپؑ کی تعلیم کے لئے رکھے گئے تھے۔ جنہوں نے عام مروجہ درسی کتب کا بالکل ابتدائی حصہ آپ کو پڑھایا۔ علاوہ ازیں آپ کبھی عربی ممالک میں نہیں گئے تھے۔ اور نہ ایسے شہروں میں رہے جہاں عربی کا چرچا رہتا ہو۔ دیہاتی زندگی میں معمولی کتب کے پڑھنے سے جس قدر علم ایک عام انسان حاصل کر سکتا ہے اسی قدر علم آپؑ کو حاصل تھا

چنانچہ ایسے حالات میں آپؑ نے اپنی کتاب "براہین احمدیہ" تالیف کی۔ اور اس میں الہام کی ضرورت، اسلام کی صداقت، قرآن کی فضیلت، خداتعالیٰ کی قدرت اور اس کی خالقیت و مالکیت پر ٹھوس مضامین نہایت لطیف پیرایہ میں تحریر کئے اور مخالفوں کو اس کے مقابلہ کے لئے بلایا۔ اور دس ہزار کا چیلنج دیا کہ کوئی عربی ہو یا عجمی، اس کتاب کی مثل اگر لکھے گا تو وہ انعام بالا کا مستحق ہوگا۔ مگر باوجود بار بار چیلنج کے کوئی مقابلہ کی تاب نہ لا سکا۔

پھر آپ نے اپنی کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں ایک عربی خط شائع کیا اور مخالفوں کو اس کے مقابلہ میں لکھنے کے لئے کہا مگر کوئی شخص اس کی مثل کتاب نہ لکھ سکا۔

پھر آپؑ نے ایک کتاب "اعجاز المسیح" لکھی اور چیلنج دیا۔ اس کے باوجود ان کتب کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ حتیٰ کہ بعض کتب عربوں کے مقابلہ کے لئے لکھی گئیں مگر وہ بھی جواب نہ دے سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالف کیسے مقابلہ کر سکتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک ہی رات میں چالیس ہزار عربی کے روٹ سکھائے اور اللہ تعالیٰ کی خاص تائید سے حضور نے یہ کتب تالیف فرمائیں۔

پھر آپؑ نے عیدالاضحیہ کے موقعہ پر ایک عربی میں خطبہ دیا جو "خطبہ الہامیہ" کے نام سے شائع ہوا۔ اس میں ایسی فصاحت و بلاغت ہے کہ مخالفین ورطۂ حیرت میں پڑ گئے۔ اور مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔

پھر ۱۸۸۳ء میں آپؑ کو الہاماً بتایا گیا کہ:

یَا اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاؤُھُمْ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ

(براہین احمدیہ حصہ سوم)

"یعنی اے احمد! اللہ نے تجھے برکت دی ہے۔ پس جو وار تو نے دین کی خدمت میں چلایا ہے وہ تو نے نہیں چلایا بلکہ دراصل خدا نے چلایا ہے خدا نے تجھے قرآن کا علم عطا کیا ہے تاکہ تو ان لوگوں کو ہوشیار کرے جن کے باپ دادے ہوشیار نہیں کئے گئے اور تا مجرموں کا راستہ واضح ہو جائے۔ لوگوں سے کہہ دے کہ مجھے خدا کی طرف سے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں"

اس وعدۂ الٰہی کے مطابق آپ کو اللہ تعالیٰ نے علوم آسمانی کا علم دیا اور اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت آپ کے شاملِ حال رہی۔ آپ نے اس علمی نشان کا اپنی مختلف کتب میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:-

"اگر کوئی مولوی عربی کی بلاغت و فصاحت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہے گا۔ تو وہ ذلیل ہوگا میں ہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں کہ اس عربی مکتوب (انجامِ آتھم) کے مقابل پر کوئی رسالہ بالتزام نظم و نثر بنا سکے اور ایک مادری زبان والا جو عربی ہو قسم کھا کر اس کی تصدیق کر سکے تو میں کاذب ہوں"

(ضمیمہ انجامِ آتھم)

پھر فرماتے ہیں:-

"میں قرآن شریف کے معجزے کے ظل پر عربی فصاحت و بلاغت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے"

(مواہب الرحمٰن ص ۲۳)

پھر فرماتے ہیں:-

"ہمارا تو یہ دعوٰے ہے کہ معجزہ کے طور پر خداتعالیٰ کی تائید سے اس انشاء پردازی کی ہمیں طاقت ملی ہے تا معارف و حقائق قرآنی کو اس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں۔"

(نزول المسیح ص ۵۶)

خدائی نصرت کا عملی ظہور

علاوہ ازیں وہ عظیم الشان اخبار غیبیہ جو اللہ تعالیٰ نے آج سے اسی سال قبل ایک گمنام بستی کے ایک گمنام شخص پر ظاہر کیں اور ان عظیم الشان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا بظاہر حالات کوئی امکان نہ تھا نہ آپ کوئی خاندانی پیرزادہ تھے اور نہ کوئی سند یافتہ تھے کہ اپنے سرمایۂ علمی پر ہی بھروسہ کر سکتے۔ اور نہ ہی آپ کسی جگہ کے حاکم تھے کہ اس رُعب حکومت کے زیر اثر ہزاروں لوگ آپ کے تابع ہو کر احکام بجا لانے میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے۔ الغرض جس نقطۂ نگاہ سے بھی دیکھا جائے آپ ایک گمنام انسان تھے۔ جسے کوئی خاص شہرت اور قوت و مقدرت حاصل نہ تھی۔ اور مرجعِ عالم ہونے کا کوئی سامان یا وسیلہ میسر نہ تھا۔

مگر وہ خدا جس نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو ایسی بشارتیں دی تھیں اور جس نے آپؑ سے دعوٰے ماموریت سے قبل ہی "براہین احمدیہ" میں یہ اعلان کرا دیا تھا کہ جب یہ پوری ہوں تو دانشمند دل اور طالبانِ حق کی نظر میں نشان ہیں۔ اور وہ یقین دل سے سمجھ لیں کہ یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں ہے۔ اس حیّ و قیوم اور قادر و توانا خدا نے ان تمام بشارتوں کا ایک ایک لفظ آپؑ کی زندگی میں ہی پورا کر دکھایا۔ اور اس شان سے پورا کر دکھایا کہ معاندین ہاتھ ملتے رہ گئے اور حق کے طالب جوق در جوق آپ کے سلسلہ میں داخل ہونے لگے۔

بلاشبہ آپ کے دعوٰئے ماموریت پر مخالفت کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور ہر طرف سے آپ کو ناکام کرنے کی سر توڑ کوششیں کی گئیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب شورش اور مصائب کے طوفانوں سے حسب وعدہ ہر طرح آپ کو محفوظ رکھا۔

پھر رجوعِ خلق کا ایسا عظیم الشان نظارہ دنیا والوں نے دیکھا کہ قادیان کی دور افتادہ و گمنام بستی مرجع خاص و عام بن گئی۔ اس کثرت سے لوگ آئے کہ فی الواقعہ قادیان اور بٹالہ کے درمیان کچے راستوں میں گڑھے پڑ گئے۔ پھر آپ کی شہرت نہ صرف اندرون ملک میں بھی بلکہ یورپ و امریکہ کے اخبارات میں بھی آپؑ کے دعوٰے کا چرچا ہوا اور اس کثرت سے ہوا کہ دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اور یورپ کے پادریوں کو فکر پڑ گئی کہ برِ صغیر میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی جو بنیاد پڑ رہی ہے کہیں وہ عیسائیت کے لئے خطرہ کا موجب نہ بن جائے

حضرت مسیح موعودؑ غیروں کی نظر میں

چنانچہ ۱۸۹۴ء میں دنیا بھر کے نامور پادریوں کی لنڈن میں ایک مشہور کانفرنس ہوئی جس میں انہوں نے عیسائیوں کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ:-

"آج اسلام میں حرکت کے آثار سب سے نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں سے جو اس راہ پر خاص طور پر صاحبِ تجربہ ہیں معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت کے بہت سے صوبوں میں اور خود ہمارے اپنے وطن یعنی اس جزیرے میں ایک نئی قسم کا اسلام ابھر رہا ہے۔ اگرچہ یہ اسلام ہمارے خداوند یسوع مسیح کا ذکر احترام کے ساتھ کرتا ہے بایں ہمہ یہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلے کی نسبت بہت بڑھ کر خدا کی وحدانیت پر مبنی ہے۔ یہ بہت سے ایسے اعتقادات و رسومات کا مخالف ہے جن کی وجہ سے اسلام کو ہم قابل نفرت قرار دیا کرتے تھے۔ اس کے باوجود اس میں محمد کو جو مقام اور مرتبہ حاصل ہے وہ کسی صورت پہلے کی نسبت کم نمایاں اور کم اہم نہیں ہے۔ یہ تبدیلیاں بآسانی شناخت کی جا سکتی ہیں۔ مزید براں یہ اسلام اپنی نوعیت میں کچھ کم جارحانہ نہیں ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگوں کے لئے (خدا کرے ان کی تعداد زیادہ نہ ہو) یہ پہلے سے کہیں بڑھ کر دل کشی کا حامل ہے۔"

(دی آفیشل رپورٹ آف دی مشنری کانفرنس منعقدہ ۱۸۹۴ء ص ۶۴)

پھر اخبار کرزن گزٹ مورخہ یکم جون ۱۹۰۸ء کی اشاعت میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق لکھتا ہے:-

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابل میں اسلام کی کی ہیں۔ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور کسی بڑے سے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکے۔ اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب میں بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت

کا کوئی لکھنے والا نہیں۔ اس کا پر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔ اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔"

(اخبار کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء)

پھر مولانا عبد اللہ العمادی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر لکھتے ہیں:-

"وہ شخص، بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا، دنیا سے اٹھ گیا۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں .... ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے کہ مسلمانوں کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابل پر ان سے ظہور میں آیا، قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و قیمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے آیندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

(اخبار وکیل امرتسر ۱۹۰۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا زمانہ

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل بوقت ساڑھے دس صبح بمقام لاہور ہوئی۔ اور یہ خبر مخالفوں تک پہنچی تو آنِ واحد میں لاہور کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بجلی کی طرح پھیل گئی۔ اور مخالفین نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ خوشی کے نعرے لگائے۔ شادمانی کے گیت گائے اور یہ خیال کرنے لگے کہ احمدیت کا شجرہ اب ختم ہے اسی شخص سے احمدیت کی ترقی تھی اب اس پر زوال آجائیگا۔ بعض لوگ ایسے خیالات میں تھے اور بعض مخالفین ایسے تھے جنہوں نے احمدیت کے خلاف منصوبے بنانے شروع کر دئے۔ اور شجرِ احمدیت کو اکھاڑ پھینکنے کی کوششیں کرنے لگے۔

ایسے نازک حالات میں اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے مطابق حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کو مسندِ خلافت پر بٹھا دیا۔ آپؓ نے اسلام کی شاندار خدمات کیں اور جماعتِ احمدیہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرنے لگی۔ عرصہ چھ سال تک آپ اسلام کی خدمات میں ہمہ تن معروف رہے

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی وفات کے بعد

"وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا"

مخالفین پھر باغ احمدؑ کی تباہی کے خواب دیکھنے لگے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی مخفی قدرت کے ماتحت بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو کھڑا کر دیا اور جماعت آپ کے ہاتھ پر جمع ہو گئی۔ مخالفین کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور جماعت میں زندگی کی ایک نئی روح پیدا ہوئی۔

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے خبر پا کر ایک عظیم الشان اور اولوالعزم لڑکے کی پیشگوئی فرمائی تھی کہ:-

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا اور وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا"

(تذکرہ ص۱۴۲)

چنانچہ بموجب بشارتِ الٰہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ ۲۵ سال کے عرصہ میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو منصبِ خلافت پر فائز کیا۔ ۱۹۱۴ء میں جب آپ خلیفہ منتخب ہوئے تو جماعتِ احمدیہ کا ایک بڑا حصہ الگ ہو کر لاہور کے مرکز سے وابستہ ہو گیا۔ باوجود حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کو بطور خلیفہ قبول کرنے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے چھ سال آپ کے تابع فرمان رہنے کے جب دوسری خلافت کا وقت آیا تو سرے سے خلافت کی ضرورت کا ہی انکار کر دیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئے نبوت کی تنقیص شروع کر دی۔ اور اد ھر یہ دعوے کر دیا کہ جماعت کا ۹۵ فیصدی حصہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور پانچ فیصدی میاں محمود (ایدہ اللہ تعالےٰ) کے ساتھ ہے۔ اور اکثریت ہمارے ساتھ ہے لہٰذا ہم حق پر ہیں۔ ادھر قادیان میں جماعت کے خزانہ میں سوائے ۱۸ آنہ کے اور کچھ نہ تھا۔ ایسے حالات میں جماعت کا بڑھنا پھلنا اور پھولنا بعید از قیاس تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے مصلح موعود کے بارہ میں کئی سال پہلے یہ اطلاع دے رکھی تھی کہ وہ

زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا

چنانچہ آپ نے ۱۹۳۴ء میں تحریکِ جدید کا اجراء فرمایا۔ جس کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک آپ کا نام پھیلا اور اسلام و احمدیت میں لوگ جوق در جوق داخل ہونے لگے۔ اور ہر موقعہ پر دشمنوں کے مخالفانہ منصوبے خاک میں ملتے رہے۔ اور ایسے ممالک میں جہاں خدائے قدوس کو اس کے جاہ و جلال کے تخت سے اتار دیا گیا تھا اور تثلیث اور الحاد کا پرچم لہرا رہا تھا وہاں خدائے واحد کے پرستار پیدا کر دئے۔ تثلیث کے مرکز لنڈن میں مبلغ بھیجے۔ ایران، افغانستان بلوچستان، مشرقی ترکستان میں مبلغ بھیجے۔ پھر افریقہ کے تپتے ہوئے ریگستانوں میں نوجوانانِ احمدیت تبلیغ کے لئے گئے۔ انڈونیشیا، گولڈ کوسٹ نائیجیریا، سیلون، شام، امریکہ، بورنیو، سیرالیون، ہالینڈ، ملایا میں مشن قائم ہوئے۔ اب تو بفضلہٖ تعالےٰ گھر گھر میں مصلح موعود کی شہرت ہے۔ سپین میں آپ کے ذریعہ احمدیت پہنچی۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہونچ چکا ہے۔ اور آپ کی شہرت اکنافِ عالم میں گونج رہی ہے۔ پھر سلسلہ کے اخبارات و رسالہ جات ہر روز اس پیشگوئی کو دنیا کے کناروں تک پہونچا تے ہیں۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اسلام کی صداقت پر کئی کتب بادشاہوں کو لکھیں اور اسلام پر لیکچر پر لیکچر دئے جن کو یورپ کے اخبارات نے ملک کے ہر حصہ میں پہنچایا۔ غرضیکہ وہ زمین کے کناروں تک کی پیشگوئی ہر سال پہلے سے زیادہ شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوتی ہے اور آیندہ بھی ہمیشہ ہوتی رہے گی ان شاء اللہ تعالےٰ

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دنیا کی بادشاہتوں پر سورج غروب ہو سکتا ہے۔ مگر بفضلہٖ تعالےٰ احمدیت کے ذریعہ دلوں میں قائم ہونے والی حکومت پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ کیا یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت نہیں ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تعلق خدا کے ساتھ ہے کہنے والے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان نہیں لاتے مگر وہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ ۱۹۱۴ء میں حضور خلافت پر متمکن ہوئے نہایت خطرناک و ناساعد حالات سے گذرنا پڑا۔ دشمنوں نے احمدیت کو ناکام کرنے کی پیہم کوشش کی۔ اور پھر بحث میں صرف خود وہ آسنے تھے۔ مگر خدا فرماتا ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۸۶ء میں یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ آج بے شک تو تنہا ہے مگر ہم خوشخبری دیتے ہیں کہ تو تنہا نہیں رہے گا۔ بلکہ تیرا نام اور تیرے سلسلہ کی ترقی اکنافِ عالم میں گونج اٹھے گی۔ اور مصلح موعود کے ذریعہ یہ سلسلہ ترقی کرتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کے کارناموں اور خدمات کا چرچا گھر گھر ہو جائے گا۔

اعترافِ حقیقت

چنانچہ یہ زبردست پیشگوئی اور یہ الٰہی نشان جس رنگ میں پورا ہوا ہے دوست دشمن بھی اس کی صداقت کا اقرار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ انہوں نے احمدیت کی صداقت کا کھلم کھلا اعتراف کیا اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی کو دیکھتے ہوئے لکھا:-

"اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں"

(اخبار زمیندار ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

پھر اخبار تنظیم لکھتا ہے:-

"اس وقت ہندوستان میں صرف مسیحی نظام تبلیغ کو احمدیہ نظام تبلیغ کے مقابل پر کھڑا کیا جا سکتا ہے لیکن جہاں تک ولولہ و جوش اور ایثار و فدائیت اور اطاعت و تنظیم کا تعلق ہے ہندوستانی عیسائیوں کی جماعت احمدیہ جماعت کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی قادیانی جماعت کا نظام ایک مضبوط سے مضبوط گورنمنٹ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور اس کے ہر شعبہ میں اس باقاعدگی اور ضابطہ داری اور اصول پرستی موجود ہے جس قدر کہ کسی منظم گورنمنٹ کے محکمہ میں ہوا کرتی ہے۔

احمدیہ جماعت کی اس قدر عملی اور قوت و قابلیت کا اصل اندازہ مسجد فضل لنڈن کی تعمیر سے لگایا جا سکتا ہے۔ سرزمینِ انگلستان میں یہ پہلی مسجد ہے جو مسلمانوں کے روپیہ سے پایہ تکمیل کو پہونچی ہے تعمیرِ مسجد کی تحریک ۶ جنوری ۱۹۲۰ء میں امام جماعتِ احمدیہ نے کی۔ اس سے زیادہ مستعدی اس سے زیادہ ایثار اس سے زیادہ سمع اور اطاعت کا اسوہ حسنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ۱۰ مئی تک ۲/۱-۷ ہزار روپیہ اس کارِ خیر کے لئے جمع ہو گیا۔ کیا یہ واقعہ نظم و ضبط امت اور ایثار و فدائیت اس امر کی حیرت انگیز مثال نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان احمدی جماعت کی مثال سے عبرت اندوز ہوں"

(اخبار تنظیم ۸ نومبر ۱۹۲۶ء)

الغرض اس وقت اسلام کو پھر سے سربلند کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک مامور کے ذریعہ (باقی ص۱۲ پر)

مالی سال ختم ہو رہا ہے

احباب و عہدیداران جماعت کی خاص توجہ کے لئے اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال ختم ہونے میں اب پونے دو ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے اس لئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے ذمہ کے جملہ چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں اور عہدیداران مال کا فرض ہے کہ وہ تمام وصول شدہ چندوں کی رقم ۲۵ اپریل سے قبل ہی مرکز بھجوا دیں تاکہ آخر اپریل تک خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہو کر متعلقہ جماعتوں کے حسابات میں محسوب ہو سکیں۔ اگر کوئی رقم ۳۰ اپریل تک داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ نہ ہو سکی تو وہ اگلے سال میں محسوب ہوگی اور جماعت کے ذمہ اس سال کا بقایا رہ جائیگا۔

اس عرصہ میں چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جد و جہد درکار ہے کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ جماعتوں میں اعلےٰ اخلاص اور قربانی کی روح پیدا کرنے میں مقامی عہدیداران کا بھی بہت دخل ہے۔ اگر عہدیداران خود اپنا عمدہ عملی نمونہ پیش کریں اور موثر رنگ میں دوستوں کو تحریک فرماویں تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے وصولی چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ پس جن عہدیداران نے سال کے دوران میں پوری توجہ اور کوشش سے کام نہیں کیا ان کو چاہیئے کہ اب اس کی تلافی کریں۔ اور جن عہدیداران نے سال بھر شوق اور محنت سے کام کیا ہے وہ اس مہینے میں مزید جد کر کے زیادہ ثواب کمائیں اور خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل ارشاد احباب جماعت کی خاص توجہ اور عملی کوشش کا متقاضی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"میں ایسے چندہ کا قائل نہیں ہوں کہ وعدہ (بجٹ) تو لکھ دیا اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہو۔ یاددہانیاں کرائی جا رہی ہوں۔ اخبارات میں اعلانات ہو رہے ہوں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا رہے۔"

"تمہارا چندہ ادا کرنا تمہارے اندر ایک نئی انابت ایک نیا خلوص اور ایک نیا ایمان پیدا کر دے گا"

جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو دس ماہ کی وصولی چندہ جات اور بقایا کی پوزیشن سے اطلاع دی جا رہی ہے۔ ابھی تک تدریجی بجٹ کے مقابل پر اصل آمد لازمی چندہ جات میں کافی کمی ہے۔ اور بعض جماعتوں کی وصولی باوجود بار بار توجہ دلانے کے برائے نام ہوتی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت عہدیداران مال اور حلقہ کے مبلغ صاحبان اپنی اپنی جماعت کی کمی آمد کو پورا کرنے کی فکر کریں۔ اور سال کے آخری دو ماہ میں خاص توجہ سے سو فیصدی وصولی کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کو مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھانے کی سعادت بخشے۔ اور ہم سب کو اس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر کے خدا تعالےٰ کی رضامندی حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

تحریک جدید دورِ دوم کے انیسؔ سال

موجودہ سال تحریک جدید کے دورِ دوم کا انیسواں سال ہے جو اکتوبر ۱۹۶۳ء میں ختم ہو جائے گا۔ اور جس طرح دورِ اوّل کے انیس سال ختم ہونے پر دورِ اوّل کے مجاہدین کے ناموں پر مشتمل ایک یادگاری کتاب شائع کی گئی تھی اسی طرح دورِ دوم کے انیس سالہ مجاہدین کی بھی یادگاری کتاب شائع ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اس لئے

۱۔ جن احباب اور بہنوں کے ذمہ گذشتہ سالوں کا بقایا ہے وہ جلد از جلد یعنی اکتوبر ۶۳ء سے قبل ادائیگی کا انتظام کریں تاکہ ان کے نام اس یادگاری کتاب میں شائع ہو سکیں۔

۲۔ جو احباب اس سے پہلے بے روزگار تھے اور وہ اس عظیم الشان تحریک میں شامل نہیں ہو سکے وہ انیس سال کا چندہ یکمشت ادا کر کے اس مبارک تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ یا وہ نوجوان جو کسی وجہ سے پہلے اس مبارک تحریک میں حصہ نہیں لے سکے وہ تمام سالوں کا چندہ ادا کر کے اپنے نام کو یادگاری کتاب کے ذریعہ سے زندہ جاوید بنا سکتے ہیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

یہ تقرر مورخہ ۳۰-۴-۶۵ء تک کے لئے منظور کیا جاتا ہے ——— ناظر اعلیٰ قادیان

۱۔ پراونشل انجمن جموں

صوبائی امیر	مکرم بابو محمد یوسف صاحب آف جموں
,, سیکرٹری امور عامہ	,, خواجہ محمد صدیق صاحب فانی پونچھ
,, سیکرٹری مال	,, عبد الحق صاحب خادم چارکوٹ
,, سیکرٹری تبلیغ تعلیم و تربیت	,, محمد شفیع صاحب چارکوٹ
,, نائب سیکرٹری امور عامہ	,, محمد حسین صاحب چارکوٹ

۲۔ مظفرپور (بہار)

صدر	مکرم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب ایم بی بی ایس بھارت میڈیکل ہال مظفرپور
سیکرٹری مال	,, سید داؤد احمد صاحب

۳۔ وڈمان (تعلقہ آتماکور۔ ضلع محبوب نگر آندھرا)

پریذیڈنٹ	مکرم عبد الرحمٰن صاحب
سیکرٹری مال	,, یوسف علی صاحب
,, تبلیغ	,, محمد احمد صاحب
,, تعلیم و تربیت	,, حلیم الدین صاحب
امام الصلوٰۃ	,, محمد بشیر الدین صاحب

۴۔ کیتھی سندرپور (ڈاکخانہ سندرپور ضلع مرشدآباد بنگال)

صدر	مکرم غلام مصطفےٰ صاحب
سیکرٹری مال	,, مولوی جہاندار حسین صاحب
,, تبلیغ	,, محمد ہارون صاحب

پروگرام دورہ مولوی محمد ولی الدین صاحب انسپکٹر بیت المال

جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ۔ مغربی بنگال۔ بہار۔ یوپی ۱۰-۳-۶۳ تا ۲-۵-۶۳

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ پہنچنے	ایام	تاریخ روانگی	کیفیت
۱	کرنول	-	-	۱۰-۳-۶۳	
۲	پتھری	۱۲-۳-۶۳	۲	۱۴	
۳	کیرنگ و نرگاؤں	۱۵	۵	۲۰	
۴	نیاگڑھ و مانکاگوڑا	۲۱	۲	۲۳	
۵	کٹک مع او۔ ایم پی	۲۴	۴	۲۸	
۶	چودوار	۲۹	۱	۳۰	
۷	کرڈاپلی مع ارکھ پٹنہ	۳۱	۲	۲-۴-۶۳	
۸	پنکال	۲-۴-۶۳	۳	۵	
۹	کوٹ پالہ	۵	۱	۶	
۱۰	سمبلپور	۷	۲	۹	
۱۱	کٹک	۱۰	۱	۱۱	
۱۲	سری پاد	۱۱	۱	۱۲	
۱۳	بھوبنیشور	۱۲	۱	۱۳	
۱۴	سونگڑہ	۱۳	۴	۱۷	
۱۵	سرونیاگاؤں	۱۷	۱	۱۸	
۱۶	کینڈرہ پاڑا	۱۸	۱	۱۹	
۱۷	بھدرک مع سورو	۱۹	۲	۲۱	
۱۸	کلکتہ	۲۲	۵	۲۷	
۱۹	بھرت پور	۲۷	۱	۲۸	
۲۰	گاتمہ	۲۸	۱	۲۹	
۲۱	درسوٹ	۲۹	۱	۳۰	
۲۲	چندلی	۳۰	۱	۱-۵-۶۳	
۲۳	کلکتہ	۱-۵-۶۳	۲	۳	

خبریں

لندن۔ ۴؍مارچ۔ سنڈے ٹیلیگراف نے اطلاع دی ہے کہ ماسکو میں چینی سفارتی نمایندوں نے ان مضامین کی نقول تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے جن میں مسٹر خروشچیف کی لیڈرشپ پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ پیپلز ڈیلی کے اس ایڈیٹوریل کا ترجمہ تمام متعلقہ اشخاص کو مہیا کر دیا گیا ہے جس میں روس پر چین کے ساتھ تعلقات میں بے وفائی اور بزدلی دکھانے کا الزام لگایا گیا ہے۔ دریں اثناء پیکنگ ریڈیو مسلسل یہ نشر کر رہا ہے کہ ٹریڈ یونین لیڈروں پر زیادہ سنگین حملے کئے جائیں گے۔ اب چینی یہ بات یقینی بنانا چاہتے ہیں کہ روس اور دیگر کمیونسٹ ممالک کے عوام ان کے نظریات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ ان کے پروپیگنڈے کا مقصد یہ ہے کہ مسٹر خروشچیف اور ان کے ساتھیوں کو گدی سے اتارا جائے۔ ایسی اشتعال انگیز کارروائیوں سے روس اور چین کے مابین تعلقات میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ ماسکو میں خروشچیف کے خلاف لٹریچر کی تقسیم کی بناء پر شاید روس چین سے یہ مانگ کرے کہ وہ پیکنگ سے اپنا سفیر واپس بلائے۔ ماسکو میں مبصروں نے کہا کہ اس جھگڑے سے دونوں دیشوں کے تعلقات پر پہلے ہی کافی برا اثر پڑ چکا ہے۔ اور روس نے چین کی مدد کم کر دی ہے۔ اور تجارت گھٹا دی ہے۔ خیال ہے کہ مسٹر خروشچیف اب چین کو ہر قسم کی سپلائی روک دیں گے۔ اور مسٹر خروشچیف مستقبل قریب میں سارے جھگڑے کے متعلق بیان دیں گے۔

نئی دہلی۔ ۴؍مارچ۔ پاکستان اور چین کے مابین مقبوضہ کشمیر کی سرحدوں کے سلسلہ میں جو معاہدہ طے پایا ہے بھارت نے اس سلسلہ میں چین اور پاکستان کو پروٹسٹ نوٹ بھیجنے کے علاوہ اتحادی سبھا کو بھی ایک شکایتی مراسلہ بھیجا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ چین اور پاکستان کا یہ معاہدہ سراسر غیر قانونی ہے۔

نئی دہلی۔ ۴؍مارچ۔ آج لوک سبھا میں وزیر دفاع نے بتایا کہ حکومت نے مسلح افواج کو جدید ہتھیاروں سے لیس کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاہم انہوں نے مفاد عامہ میں حکومت کے پلان کی تفصیل کا انکشاف کرنے سے انکار کر دیا۔

نئی دہلی۔ ۴؍مارچ۔ وزارت خارجہ کے سیکرٹری جنرل شری آر کے نہرو نے مشرق وسطیٰ اور شمالی یورپ کے دورہ سے واپس آکر اخباری نمائندوں کو بتایا کہ مسٹر خروشچیف اگر بھارت کے دورہ پر آئیں تو ان کا بہت سواگت کیا جائے گا۔ مگر ابھی مستقبل قریب میں ان کے بھارت آنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔

جناب سردار کیروں اور جناب بخشی صاحب کی امرتسر میں آمد

ہمارے خاص نامہ نگار سے

امرتسر۔ ۱۷؍فروری۔ آج ۲½ بجے بعد دوپہر جناب بخشی غلام محمد صاحب وزیر اعظم ریاست کشمیر اور جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر اعلیٰ پنجاب کی تقاریر کمپنی باغ امرتسر میں ہوئیں جس میں ایک لاکھ سے زیادہ اہالیانِ شہر اور پنجاب کے دیگر علاقوں سے آئے ہوئے افراد شامل ہوتے جناب بخشی صاحب نے شہر کے باشندوں کی طرف سے ایڈریس کے جواب میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی جس میں کشمیر میں اپنے موقف اور ہندوستان کے ساتھ کشمیر کے اٹوٹ تعلق کا پرزور الفاظ میں اظہار کیا۔

اس سے پہلے کشمیر ہاؤس میں کئی وفود نے جناب بخشی صاحب سے ملاقات کی۔ احمدیہ جماعت قادیان کے ایک وفد جس میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی اے ناظر بیت المال۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی اے ناظر امور عامہ اور مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے شامل تھے۔ نے بھی جناب بخشی صاحب سے بعض جماعتی امور کے متعلق بات چیت کی۔ جناب بخشی صاحب نے ہمدردی اور توجہ سے تمام باتوں کو سنا اور حتی الامکان مدد کرنے کا وعدہ فرمایا

عید الفطر کے موقعہ پر دعوتِ عصرانہ

ہمارے خاص نامہ نگار سے

قادیان۔ ۲۷؍فروری۔ آج جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے قادیان کے معزز غیر مسلم احباب کو عید الفطر کی خوشی میں نصرت گرلز سکول کے صحن میں دعوتِ عصرانہ دی گئی۔ اس میں پچاس کے قریب معززین مختلف طبقات کے شامل ہوئے۔ جن میں میونسپل کمیٹی کے ممبران، کالج کے پرنسپل اور بعض پروفیسر صاحبان۔ نیز مقامی سرکاری افسران اور محکمہ جات کے ذمہ دار اراکین شامل ہوئے اور دوستانہ ماحول میں باتیں ہوتی رہیں۔ جناب گیانی ابجیت سنگھ صاحب فخر نے مدعوین کی طرف سے جماعت کو عید مبارک کہی اور دعوت کا شکریہ ادا کیا۔ نیز کہا کہ یہ ہمارا فرض تھا کہ عید کی خوشی میں ہم احمدیہ احباب کو مدعو کرتے لیکن احمدی احباب نے اپنی محبت کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ گیانی صاحب کے جواب میں مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال نے سب دوستوں کا شکریہ ادا کیا

گذشتہ سال یکجہتی کے پروگرام کے سلسلہ میں سرکاری افسران عید الفطر کے موقعہ پر قادیان آتے تھے اور اسی طرح ہندوستان کے مختلف حصوں میں عید الفطر کی تقریب میں شمولیت کی گئی تھی۔ لیکن اس دفعہ سرکاری افسران کی طرف سے تقریب میں شمولیت کا کوئی پروگرام نہ بنایا گیا۔ حالانکہ ایسے پروگرام اسی صورت میں موثر ہو سکتے ہیں کہ لمبا عرصہ تک اور متواتر ان پر عمل کیا جاتے۔ ورنہ فرقہ وارانہ منافرت کا زہر وقتی پروگرام سے دور نہیں ہو سکتا۔

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کا خطاب — بقیہ صفحہ ۲

عزت لباس میں نہیں۔ زر و جواہر میں نہیں بلکہ عزت اس نیک جذبہ کے ماتحت بنی نوع انسان کی خدمت کرنے میں ہے جو قناعت کی دولت دل میں پیدا کر لینے کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے

پس اس بڑی دولت کو زیادہ سے زیادہ اپنے دل میں جمع کر لینے کی کوشش کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جس قسم کی زندگی آپ لوگ گذار رہے ہیں یہ انبیاء کی سی زندگی ہے۔ اسی طرح کی زندگی میں آپ بنی نوع انسان کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ اس شخص سے زیادہ کوئی خوش قسمت نہیں جس کو ایسی خدمت میسر آجائے!!

اس طرح کے ایمان افروز اور نہایت روح پرور خطاب کے بعد ایک لمبی دعا ہوئی اور ۹½ بجے رات کو یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے اور ان تمام خوبیوں کا اہل بنائے
آمین ثم آمین

لنڈن۔ ۴؍مارچ قاہرہ ریڈیو کا بیان ہے کہ سیریا سے آمدہ اطلاعات کے مطابق شامی فوج کے سرحد پر تعینات دستوں نے دمشق کے حکام کے خلاف بغاوت کر دی۔ ان کی رہنمائی لیفٹننٹ کرنل حریری کر رہے ہیں۔

امرتسر۔ ۴؍مارچ لینڈ کسٹم حکام نے آج شہر کے مختلف حصوں میں بیک وقت ۱۵ دکانوں پر چھاپے مار کر لگ بھگ دس ہزار روپیہ کا سامان قبضہ میں لے لیا ہے جس میں ایسی گھڑیاں اور استعمال کی سامان شامل ہے

اسلام کی نشأۃ ثانیہ

بقیہ صفحہ ۱

ایک پاک جماعت کا قیام فرمایا ہے اور اسی کے طفیل سے اسے یہ توفیق بھی مل رہی ہے کہ اسلام کا پرچم ساری دنیا میں لہرائے۔ اور وہ وقت دور نہیں جب کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کی یہ پیش خبری لفظ بہ لفظ پوری ہوگی:-

"اے لوگو سن رکھو یہ اس کی پیشگوئی ہے کہ جس نے زمین و آسمان بنایا کہ وہ اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کو معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"

تذکرۃ الشہادتین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

درخواستہائے دعا

۱۔ میرے والد قریشی محمد عبد الرحمٰن صاحب صدر جماعت احمدیہ تمہ پید توسیع ملازمت کی کوشش کر رہے ہیں۔ خانگی مشکلات بہت ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے

۲۔ میرے بھائی محمد یوسف صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ سی۔ کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ کامیابی کے لئے دعا کی جائے

ایم اے حفیظ قریشی گلبرگہ شریف